۷۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علی محمدؐ وآلہ اجمعین - اما بعد حمد و نعت کے بندہ خاکسار شیخ احمد دیوبندی
عرض کرتا ہے کہ آج تاریخ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ایک خط میرے قدیم عنایت فرما سید مبارک حسن صاحب
رئیس اعظم امروہہ ضلع مراد آباد معہ ایک مختصر رسالہ موسومہ حجۃ البالغہ مصنفہ مولوی [illegible] صاحب
امروہوی باستدعاء تردید وارد ہوا میں جہاں تک خیال کرتا ہوں ہرگز اوس رسالہ کو اس قابل
نہیں پاتا کہ اوسکے جواب و تردید میں اوقات ضائع کیجائے کیونکہ تمام مطالب اس رسالہ کے کتاب
انوار الہدیٰ و شمس الضحیٰ و تنبیہ السائل و اعلان الہدیٰ میں لکھ چکا ہوں اور مولوی جہانگیر
خانصاحب شکوہ آبادی نے اسی آیت سورۂ نور پر زور دیا تھا جسمیں اونکی تمام تاویلات رکیکہ
کو بخوبی رد کیا گیا ہے اگرچہ مجھے لازم تھا کہ در جواب خط اپنے محترم عنایت فرما کے میں ایک رقعہ
میں حوالہ صفحات انوار الہدیٰ و شمس الضحیٰ وغیرہ لکھ دیتا لیکن فقط اس خوف سے کہ میرے معترض
کرم فرما ایسا نہ سمجھیں کہ ہماری تحریر پر کچھ توجہ نہیں کی مجبور اسکا جواب لکھنا پڑا لیکن بہتر سمجھا
مضامین مردودہ کی اس رسالہ میں الحاق کیجاویگی مضمون رسالہ مذکور بجنسہٖ نقل کر دیے
تھوڑی تھوڑی عبارت جسکی تردید کی جاویگی پہلے نقل کیجاتی ہے - اور نام اس رسالہ کا

چونکہ ردّ حجۃ البالغین ہے۔ تبلیغ البالغ لازالۃ حجۃ بالغہ رکہا خداوند کریم بطفیل معصومین
اسکو مقبول انام کری قولہ بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ یہہ آیت قرآنی واسطے رد مذہب
شیعہ کے کافی ہے اور نص ہے خلافت خلفاء راشدین پر قولہ تعالیٰ وعد اللہ الذین امنو
منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم
دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون
بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون ۰ ترجمہ وعدہ کیا اللہ نے
اون لوگون کو جو ایمان لائے ہین تم مین سے اور عمل کیئے اچہے البتہ اللہ خلیفہ کریگا اونکو
زمین مین جیسے کہ خلیفہ کیا اون لوگون کو جو پہلے اون سے ہے تہے اور البتہ جگہ دیگا دین اونکے کو
جو پسند ہی واسطے اونکے اور البتہ البتہ بدل دیگا بعد اونکے خوف کے امن کو عبادت کرینگے
میری نہین شریک کرینگے میرا کسی چیز کو اور جو کوئی کہ پہریگا بعد اسکے پس وہ لوگ بدکار ہین
اقول مصنف نے سخت دہوکہ کہایا ہے اس آیت سے مراد خلفاء نہین ہین بلکہ عامہ امت
محمدی مراد ہے اگر فقط جنکو بادشاہت ملی مراد ہون تو مذہب اہل سنت بیخ و بن سے گرجاتا ہے
کیونکہ انحصار ایمان و عمل صالح کا فقط اون چند شخصون پر قرار پائیگا جنکو دنیاوی سلطنت سے
بہرہ ملا ہی اور باقی اصحاب ابرار و صلحاے نامدار العقیدہ اہل سنت غیر مومن و غیر صالح قرار
پاوینگی اور نیز مصنف صاحب کو اگر سب نہین تو تینون مین سے دو ایک تو ایسے ہی نامزد کرنے
پڑینگی جو بعد اس وعدہ کے خلفاء مین سے کافر ہوے ہین کیونکہ وعدہ الٰہی دروغ نہین ہوسکتا
اور فریق مخالف تو اس بات کو کیون ماننے لگا ہر ایک آیت مین سے اچہی باتین تو کسی سے

متعلق کر لینے دے اور بُری بُری باتین چھوڑ دینے دے اگر اصحاب ثلثہ کو اس آیت کا مصداق
قرار دیا ہے تو پوری آیت کا مصداق ہونا پڑیگا تمکین فی الارض وخلافت وسلطنت مین
تو کسکو کلام ہی اور کون کہتا ہی کہ خلفاء ثلثہ عرب کے بادشاہ نہین ہوئے کلام تو اسی مین ہے
کہ آخر کی آیت پر کیا عمل کیا گیا ہے اور ایسا خلیفہ کون ہے جو بعد تمکین فی الارض اور حاصل
کرنے ایسی بڑی سلطنت کے خدا کو بھول گیا اور کفران نعمت کر کے فاسق ہوا۔

آیت ہذا کے ٹھیک معنی اور مفہوم فقط یہہ ہی کہ تمام بنی نوع انسان سے خطاب ہے کہ جو تم مین
سے ایمان خدا و رسول پر لائینگی اور عمل صالح کرینگی انکو زمین کا مالک کر دیا جائیگا جسطرح
کہ ہمنے پہلون کو زمین کا مالک بنا دیا تہا یعنے امت موسوی کو اسمین تخصیص کسی خاص خلیفہ
وغیرہ کے نہین ہے بلکہ عام مسلمان اس وعدہ مین شامل ہین اور چونکہ آیت ہذا مین بعد ذکر
خوف کے امن کا بیان ہی تفاسیر اہل سنت مین درج ہے دیکہو تفسیر حسینی۔ وعدہ کرد خدا
تعالی امنرا کہ گرویدند از شما و کردند کارہای شایستہ مراد بقول اشہر فقراء مہاجرین اند کہ
بعد از ہجرت بمدینہ در منازل انصار جای گرفتند خطاب شما بنی نوع انسان سے ہے اور
ایسا ہی مراد من قبلہم سے قوم بنی اسرائیل ہی نہ کوئی خاص شخص۔

قولہ اٰمنوا فعل ماضی ہی دلالت کرتا ہی زمانہ گذشتہ پر تو سابق ہونا وعدہ سے ایمان کا ضرور
ٹہرا اسواسطے یہہ لفظ (لا چکے ہین) صادق ہو گیا تو ثابت ہو گیا کہ جو لوگ آگے کو پیدا ہونگے
یا ایمان بعد وعدہ کے لائے تو بموجب وعدہ کے خلیفہ نہین ہونیکے تو اون کا موعود من اللہ
ہونا درہوا۔ | اقول مصنف کی قرآن فہمی بالغہ قابل داد ہے یہہ نہ سوچا کہ اگر آمنو فعل ماضی ہے

تو وہ مرکب فعل مضارع ہی یہہ ہی فعل ماضی ہی اور چونکہ وعدہ مقدم ہی امنو پر تو صاف
ظاہر ہے کہ وعدہ پیشتر ہے ایمان لانیسے علاوہ ازین قرآن مجید مین ہر جگہہ پر جہان لفظ
آمنوا وارد ہے اوسکے یہہ ہی معنے ہین کہ ایمان لائے یعنے لاچکاہی یا آیندہ لائے جیساکہ
آیت وافی ہدایت (ان الذین امنوا والذین ہادوا والنصارٰی والصابئون من امن باللہ
والیوم الآخر) اسمین تمام مومن داخل ہین جو قیامت تک ایمان لائین دوسری آیت
یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم الی اخرہ یا آنکہ حرف ندا
کے ساتہہ خطاب ہے مگر قیامت تک کے مسلمان اس خطاب مین داخل ہین اگر نہین ہین
تو مصنف کے لئیے وضو کرنا نماز پڑہنا روزہ رکہنا فرض نہین۔

قولہ اور یہہ جو مین نے کہا کہ بعد کفر کے ایمان لائے ہین اس سبب سے کہ آمنو فعل ہی اور فعل
دلالت کرتا ہے حدوث پر تو حدوث ایمانکا بعد کفر کے ہی ہوگا تو بموجب مذہب شیعہ حضرت
علی مرتضیٰ الذین امنوا مین نہین ہین بلکہ مومنین مین ہین لفظ مومن اسم ہے دلالت
کرتا ہے ثبوت پر تو مومنین مین ہین۔ الذین آمنوا مین نہین ہین کس سبب سے کہ اگر الذین
آمنوا مین ہون تو کسیوقت مین لفظ کفر کا اونکے واسطے ثابت ہو جائیگا اور یہہ منافی اونکے
عصمت کی ہی تو یہی موعود من اللہ نہوئے اور یا معصوم نہین اور عصمت جناب امیر کی
اصل ہی مذہب شیعہ کی یہہ جڑ اوکہڑ کر جا رہیگی اور بموجب مذہب اہل سنت والجماعت کے
جناب امیر موعود من اللہ اور والذین آمنوا کی حد مین شامل اور صحابہ کی ہین اور معصومین مین نہین ہین
اقول معنے قرآن مین اپنی طرف سے کم وبیش کرنا تحریف ہی اور کلام ربانی مین تحریف کرنا

مسلمان کا کام نہین لیکن جو مصنف صاحب نے جدید توجیہہ نکالی ہے وہ نہایت ہی عمدہ ہی سب سے پہلے تو خود ایمان کہو چکے یعنے اگر پہلے کافر یا مشرک نہ تہے تو ابتک ایمان سے محروم ہین کیونکہ اونکے نزدیک جبتک پیشتر کا کفر ثابت نہو ایمان ہی حادث نہین ہوسکتا اور عدم ایمان مصنف اس سے بہی ثابت ہی کہ بموجب عقیدۂ اہل سنت جمیع انبیا مرسلین ازلی مومن ہوتے ہین مصنف کی اس توجیہہ سے لازم آیا کہ اگر پیغمبر اولوالعزم بہی کسی مدت تک کافر رہے ہون تو اونکا ایمان ثابت ہوگا ورنہ نہین کیونکہ حدوث ایمانکا بعد کفر ہی کے ہوگا تیسری وجہ عدم ایمان مصنف کی یہہ ہی کہ مخالف قرآن پاک کے ہوئے یعنے قرآن مجید مین اللہ تعالے نے پیغمبری اور امامت کے لئے یہ قید لگادی ہی کہ جسنے کبہی کچہہ بہی ظلم کیا ہے وہ نبی یا امام ہوسکیگا جیسا کہ وارد ہی قال من ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین یعنے جبکہ خداوند کریم نے ابراہیمؑ سے خطاب کیا کہ مین نے تجہکو آدمیونکا امام مقرر کیا تو حضرت نے اپنی اولاد کے لیے بہی درخواست کی کہ یہ رتبہ انکو بہی عطا ہو تو جواب دیا خداوند تعالے نے کہ تیری اولاد مین سے جو لوگ ظلم کرنیوالے ہین اونکو میرا عہد نہین پہونچیگا اور ظالم مشرک کافر سے بڑہکر کون ہوسکتا ہی جسنے اپنے اوپر بہی اور خدائیتعالے پر بہی ظلم کیا ہی۔ اسلیئے جو شخص ایک لمحہ کے لیئے بہی کافر یا مشرک رہا ہے وہ پیغمبر یا امام نہین ہوسکتا مصنف صاحب نے معنے کے بالکل خلاف مرادلی ہی اگر آمنوا کے صیغۂ ماضی پر زور دیا تہا تو اسکے معنے صاف یہہ ہوئے کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہین یعنی قدیم سے مومن ہین وہ اس وعدۂ الٰہی مین داخل ہین نکہ جو بعد مین ایمان لائینگے یعنے کافر

مشرک تہے اور تیس تیس چالیس چالیس سال تک کفر و شرک و فسق و فجور میں مبتلا رہے
ہین اگر وہ بعد اس عمر کے ایمان بہی لائینگے تو قابل داخل ہونے اس عہد کے ہونگے اور
تائید مین اس توجیہہ کے صریحاً آیت دیگر موجود ہے کہ فرمایا اللہ جل شانہ نے لاینال عہدی
الظالمین لیکن افسوس ہے کہ مولف ملوبنجا ولٹی تعبیر کی اصل یہہ ہے کہ جو شخص مخالفت رسول
و اہلبیت رسول اختیار کرتا ہے عقل اوسکی ضرور اولٹ جاتی ہے سب سے زیادہ ظرفہ مصنف
صاحب کی تقریر یہہ ہے کہ لفظ مومنین اور الذین آمنوا باہم مغائر ہین ایک معنی بین بین
ہین ناظرین بالانصاف غور کرین کہ مومنین کے کیا معنے ہین یعنے اگر کوئی سوال کرے
کہ مومنین کسکو کہتے ہین تو اوسکا جواب ہر شخص یہی دیگا کہ الذین آمنو یعنے جو لوگ خدا پر ایمان
لائے ہین خواہ وہ بوڑہے ہوکر لائے ہون مثل خلفا ثلثہ کے یا بچپن مین ایمان لائے
ہون مثل علی مرتضیٰ کے یا مومنین موقنین کے گہر مین پیدا ہوئے ہون مثل حسنین علیہما السلام
کے وہ سبکے سب ایمان لانیوالے اور مومنین کہلاتے ہین گو مراتب مین اونکے فرق بُعد
المشرقین کا ہو یعنے یہہ لوگ او ہیڑ ہوکر ایمان لائے ہین اونکے دلون مین زنگ کفر و نفاق
بہرا ہوا ہوتا ہے اور جو بچپن مین لائے اونکو زنگ کی ہوا بہی نہین لگی اسی لیے اللہ تعالیٰ
نے ایسے لوگون کے خلیفہ یا امام ہونے کی مخالفت کی ہے مصنف نے جو لفظ مومنین اور الذین
آمنوا کی بحث کی ہے بالکل بے سوچے سمجہے جو منہ پر آیا کہدیا اور کچہہ غور و فکر نہین کیا کیونکہ
الذین آمنوا سے تو پیغمبران اولی العزم بہی باہر نہین حضرت ابراہیم کے ہی ایمان لانیکا
قصہ مشہور ہوگا اسیطرح پیغمبر لوگ بہی کسی نہ کسی وقت مین ایمان لاتے ہین اور بعد وشد ایمان

منافی عصمت نہیں ہاں اگر حدوث ایمان میں زیادہ بعد قتل خلفاء ثلاثہ کے واقع ہو تو
البتہ حدوث ایمان بعد کفر کے سمجھا جائیگا اور جو بالغی میں ہی ایمان لائے ہیں اونکا
دامن عصمت کفر کے دھبہ سے پاک ہے جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام کی نسبت صواعق
میں ہے۔ اسلم وہو ابن عشر سنین و قیل تسع و قیل ثمان و قیل دون ذلک قدیماً۔ یہہ ایمان بغیر
کفر سابقہ کے ہے علاوہ برین مولف کی یہہ تو بالکل اولٹی تقریر ہے کیونکہ جب آمنوا
بصیغہ ماضی ہی تو اوسمین مومنین قدیم بدرجہ اولی داخل ہین اور مومنین جدید تبکلف
داخل ہوتے ہین اگر یومنون بصیغہ مضارع واقع ہوتا تو کہہ بہی سکتے ہین کہ مومنین
قدیم اس سے مراد نہین ہے۔ علاوہ ازین آیت مستدلہ مصنف اگرچہ جمیع مسلمانان کی نسبت
ہی لیکن عوام مسلمان خلیفہ یا امام نہین ہوسکتے کیونکہ حدیث صحیح مین اہل سنت کی وارد
ہوچکا ہے۔ کہ الائمۃ من القریش یعنے امام وخلیفہ فقط قریش یعنے نسل ابراہیمی سے
ہونگے اور اسی دلیل سے حضرت ابوبکر نے انصار کو انکار سے روکا پس جو لوگ آل ابراہیم سے
ایمان لائے وہ مصداق اس آیت کے ہوسکتے ہین لیکن بموجب دوسری آیت کے
جسکا حوالہ اوپر گذرا ایسے لوگ خلافت وامامت سے محروم کئے گئے جو اپنی عمر مین کبہی
کافر یا مشرک رہچکے تھے اب مصنف کو غور کرنا چاہیئے کہ اگر اس آیت مین مراد وحدہٗ
شخصی ہے تو اسکے مصداق فقط علی مرتضےٰ ہین۔

قولہ اور منکم مین ضمیر خطاب کی ہے تو معلوم ہوا کہ جو حاضرین اوسوقت کے ہین اونمین سے
ہی خلیفہ ہونگے اگر من واسطے تبعیض کے ہو یا وہ خود حاضرین مین اوسوقت کے ہونگے

یہ مونین بیانیہ ہو با وجود تعین شخصی کے اطلاق وعدہ خلافت کا سب پر ایسی مثال ہی کہ بادشاہ
ہند ملکہ معظمہ ہے مگر سلطنت انگریزون کی کہلائی جاتی ہی ایسے معنی یہ کیواسطے وعدہ ہوا
کہ تمکو خلیفہ کیا جاویگا یعنے تم مین سے ایک کو خلیفہ کیا جاویگا اور تم سب اوسکے تابع
رہوگے تو وہ بہی وعدہ خلافت تم سبکو ہی ہے۔
اقول منکم کے خطاب سے کیا اچہا استدلال کیا ہی معلوم ہوتا ہے کہ مولف صاحب نے خوض فکر جو
چاہتے ہین لکہدیتے ہین حالانکہ لفظ من واسطے استثنا کے آتا ہی اور صریح ظاہر ہے کہ
وعدہ اون لوگون سے ہے جو خطاب منکم سے غیر ہین اور جو لوگ خطاب منکم مین داخل ہین وہ
مشرک اور کافر ہین اور چونکہ مولف صاحب نے بہت زور اور اصرار کے ساتہہ تسلیم کیا ہی
کہ لفظ منکم مین جو خطاب ہی وہ اصحاب ممدوح اہل سنت سے ہے اسلیئے کفر و شرک اور عدم
ایمان و اسلام اونکا ثابت ہو گیا کیونکہ عبارت قرآن یہہ ہے وعد اللہ الذین امنوا
منکم یعنے وعدہ کیا ہے خدا نے اون لوگون سے جو تم مین سے ایمان لائے ہین۔ اب دیکہو
کہ کن مین سے ایمان لائے ہین یعنے ایک جماعت غیر مومن اور غیر مسلم سے خطاب ہی کہ
خدا نے اون سے وعدہ کیا ہی کہ جو تم مین سے ایمان لائے ہین یعنے ایمان لانیوالے جدا
اور مستثنی ہوگئے ہین اور اوس جماعت سے جنسے خطاب منکم بولا گیا ہی ہان اگر خطاب
مسلمانون سے ہوتا تو اور بجائے منکم کے من المومنین ہوتا یعنے یہہ ہوتا کہ اللہ تعالے وعدہ
کرتا ہے اون لوگون سے جو مسلمانون مین سے نیک بندے ہین تو خلافت شخصی سے مراد
ہو سکتی ہتی اور جنکی نیکبختی ثابت ہوتی اونکی خلافت بہی مسلم ہو جاتی مگر تاہم تاویل مولف

جب بہی درست نہ آتی کیونکہ بموجب مرویہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم آنحضرت صلعم نے
بارہ خلیفون کا ہونا بیان فرمایا اور علمای اہلسنت نے بارہ خلیفون کی عدت مین
یزید اور عبد الملک اور ولید وعمر بن عبد العزیز وغیرہ شمار کیئے ہین بوقت نزول
اس آیتہ کے غایت درجہ خلفا اربعہ ہون باقی آٹھہ خلیفہ کیسے شامل کر دیئے گئے۔
جو مثال انگریزون کی سلطنت کی دی ہی وہ مخالف مراد مصنف کے ہے کیونکہ اوس سے
بہی مراد شخصی سلطنت نہین بلکہ یہہ مطلب کہ خدا تعالے نے مثلاً تجویز کیا کہ اتنے عرصہ
تک انگریزونمین سلطنت رہیگی اور اوس عرصہ مین خواہ کتنے بادشاہ بدلجاوین بگر
سلطنت انگریزونکی ہی کہلائیگی ایسا ہی خدا نے یہہ وعدہ مسلمانون سے کیا ہی اور تشریح
وتفسیر اسکی رسول خدا نے فرمادی ہی کہ مسلمانون کی سلطنت مین جبتک وہ قائم رہے
بارہ خلیفہ ہونگے اور بارہ خلیفہ کا ہونا صحابہ مین سے محض لغو ہی اور یہہ امر کہ غیر صحابہ کوئی
خلیفہ یا بادشاہ اسلام نہوگا خلاف بدیہیات ومسلمات ہی۔ کیونکہ گروہ اصحاب کے
مرجانے کے بعد بہی سلطنت اسلامی باقی رہی ہے۔
قولہ مگر غیر صحابہ موعود من اللہ نہین ہوسکتے پہر بعد وعدے کے جو پیدا ہونگے یا بعد وعدہ کے جو
ایمان لائینگے یا مومنین جو بعد کو پیدا ہونگے جیسے کہ آئمہ جنکو شیعہ معصوم کہتے ہین وہ موعود من اللہ
نہین ہین۔ اقول وہ بستعین آئمہ علیہم السلام جو ذریت رسول اللہ ہین جنکا ایمان روز ازل
سے ثابت ومحقق جنکے اسماء مبارک اونکی پیدائش سے ہزارون برس پہلے پیغمبرونپر بذریعہ وحی
ظاہر کئے گئے وہ تو مصنف اور اونکے ہم مذہبون کے نزدیک موعود من اللہ نہین ہین

مگر یزید پلید و عبدالملک و لید وغیرہ موجود من اللہ ہین اسی سے اس فرقہ کا ایمان
و اسلام کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اون لوگون کو ذریت رسول اللہؐ سے کسقدر نفرت اور
اونکے دشمنون سے جنکے حق مین رسول اللہؐ نے لعنت کی ہے کسقدر رغبت ہی۔
قولہ وعملوا الصلحات۔ یعنے عمل کر چکے ہین نیک یعنے جہاد کا فرون سے جسکے صلہ مین یہہ
وعدہ دیا گیا ہے اور یہہ اوہین کو چاہیئے ہتا یہہ کچھہ معنے نہین رکہتا کہ جہاد تو کیا ہو
اونہون نے اور وعدے دلمی جاوین بعد کے لوگ حاضرین مجاہدین کچھہ مستفید ہنون۔
اقول یہہ سچ ہی جادو وہ جو سر پر چڑہکر بولے۔ آخر سچ سچ ہی ہے اور باطل باطل ہی ہر
کبھی نہ کبھی حق زبان پر جاری ہو جاتا ہی۔ مصنف صاحب نے خدا لگتی فقط ایک یہہ ہی بات
کہی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ تو کوئی کرے اور وعدہ خلافت کسی اور کو دیا جاوے ہم بھی اس
راے سے اتفاق کرتے ہین اور مصنف صاحب کو توجہ دلاتے ہین کہ براہ عنایت مغازی
آنحضرت صلعم کو بنظر غور ملاحظہ فرماوین اگرچہ بعض جہال و نادان فتوحات زمانہ حضرت
ابوبکر و عمر کو اونکے جہاد فی سبیل اللہ مین ذکر کر دیتے ہین لیکن درحقیقت اونکے جہاد مین
وہ فتوحات داخل نہین ہو سکتے ہین کیونکہ جہاد وہ ہی جو بہ نفس خود کیا جاے جیسا کہ قرآن
مجید مین وارد ہی جاھدوا فی سبیل اللہ بانفسھم الخ اگر اس باریک بات کو مصنف
صاحب سمجھے ہون تو اس مثال مین سمجھہ سکینگے کہ ملکہ معظمہ وکٹوریا کی افواج ہمیشہ فتوحات
نمایان حاصل کرتے ہین لیکن جو شخص ان فتوحات کے بھروسہ پر یون کہے کہ ملکہ معظمہ بڑی
شجاع اور بڑی جنگ آزما ہین تو سمجھا اوسکی جہالت کی دلیل ہی۔ علاوہ اسکے جب مصنف صاحب نے

سب اعمال مین صیغہ ماضی کو خود ہی قید لگا دی ہی تو آیندہ اعمال کا کچھہ جو ذہی نرہا
اسلیئے لازم آیا کہ مغازی آنحضرت صلعم کو ہی دیکھا جاوی اور جنکی نسبت جہاد فی سبیل اللہ
کرنا ثابت ہوا ویسیکو مصداق اس آیت کا سمجھا جاوی اور جن جنکی نسبت یہہ ظاہر ہو کہ کبھی
کسی کافر کو اوسنے لڑائی مین قتل نہین کیا کبھی اپنے بدن پر زخم سوزن تک نہین کھایا
مثل بہیڑکے لقاون تیرہ فروشونکے لشکر کے ساتھہ رہتے ہو اگر خدانخواستہ کسی جگہہ لڑائی
پر مامور بہی کئے گیے تو فرار ہو گئے تو ایسے لوگ بموجب عقیدہ مصنف بہی قابل خلافت
نہین ہو سکتے نہ وہ اس وعدہ مین شامل رہین ہ اور نہ خدا تعالی انسے ناانصافی کرسکتا ہے
کہ جہاد تو اور لوگ کرین اور وعدہ خلفاء ثلثہ سے کیا جاوی دیکھیئے پہلا غزوہ بدر ہے
چار دن خلیفون کی نسبت دیکھہ جاؤ کہ کس کس نے کیا کیا کام کیا۔
حضرت عثمان کو تو مستثنی کرو کہ اصحاب اہل بدر مین منتظم ہی نہین ہین جو صحابہ مین
باعث فضیلت سمجھا جاتا ہی۔ اب رہی تین شخص ابوبکر و عمر و علی مرتضی حضرت ابوبکر تو
بقول شخص جہان کہ ارے میان سبکے سب تو لڑائی پر ہی چلے جاتے ہو کوئی ڈیرے کی
بہی رکھوالی کریگا کیا ڈیرہ کیسکو کہا جائیگا لقمہ کر جائیگا دیکھو ہم ڈیرہ کی رکھوالی پر رہتے
مین۔ وہ حضرت تو اس بہانہ سے عریش مین جا چھپے باقی رہے حضرت عمر اگر کسی کافر سے لڑی
ہون یا کیسکو مارا ہو یا خود کوئی زخم کہایا ہو تو بتلا دیجئے ہان البتہ جو کچھہ غزا و جہاد کیا ہی
وہ حضرت علی اور حمزہ سید الشہدا ابو عبیدہ ابن عم رسول خدا نے کیا اور سچ ہے پرائی
آگ مین کون جلتا ہی مرنے کی جگہہ تو اپنے عزیز قریب ہی پہونچتے تہے اور خلافت کے لیئے

سب سالی اور سستر جمع ہو گئے دیکھو کتب سیر و مغازی کہ بدر مین جس قدر کافر ملے سے گئے اونمین سے نصف حضرت علی کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔
تفصیل اسکی ازالۃ الہدی سے معلوم کر سکتے ہو کہ اوسمین کتب معتبرہ اہل سنت سے جنکے حوالے درج ہین۔ لکہا گیا ہی حضرت عمر نے میدان مین تو دم مارا ڈیرہ پہ ہو ہمکر قبیلونکی قتل کرنے پر خوب ہی تلوار کہا ئی اگر اسیکا نام جہاد فی سبیل اللہ ہی تو واہی بر حال جہاد دوسرے غزوہ احد لیجیئے اصحاب ثلثہ نے تو ایک کافر کو بھی نہ مارا نہ خود کوئی زخم کہایا حضرت عثمان تو ایسے فرار ہو کہ تین روز بعد مدینہ مین واپس آئے اسلام کو خیر باد کہکر ابوسفیان کے ساتھ مکہ ہی سدہار گئے تہے حضرت ابوبکر و عمر بھی میدان سے بہاگ گئے اور ابوسفیان سے خط امان لکہوانے اور بت پرستی پر عود کرنیکا وعدہ کرکے عبداللہ بن ابی سے سفارش کی درخواست کی۔ اگر اسپر بھی جہاد کا نام لیتے ہوئے شرم نہ آئی تو خدا کی مرضی۔ دیکھو معارک اسد اللہ الغالب کے مدارج النبوت وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت مین کہ سب اصحاب حضرت کے بہاگ گئے صرف حضرت علی قائم رہے۔
تیسرا جنگ احزاب ہے حضرت عثمان کا تو بعد فرار احد کے کسی معرکہ مین نام بھی نہ سنو گے رہے شیخین اونکا جہاد کرنا ہرگز ثابت نہین اب رہی علی مرتضیٰ دیکھو کیسے معارک کتب اہلسنت مین درج ہین یہان تک کہ رسول خدا نے فرمایا المبارزت علی ابن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامہ معارک جنگ خندق مین سے بڑا معارکہ عمرو بن عبدود

کی لڑائی کا ہی جسکے ساتھہ لڑنے کیلئے تین بار رسول خدا نے شیخین و غیر صحابہ کو حکم دیا
اور پہر خاص کر حضرت عمر کو حکم دیا مگر مارے خوف کے اوسکے مقابلہ کو نہ گئے اور حضرت
علی نے جاکر اوسکو قتل کیا معرکہ خیبر کا حال اظہر من الشمس ہے تین روز پے درپے حضرت
ابوبکر و عمر میدان سے فرار ہوکر آئے تیسرے روز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کل مین علم
لشکر ایسے کرار کو دونگا جو بہاگنے والا نہین اور خدا اور رسول کو دوست رکہتا ہی اور خدا
و رسول اوسکو دوست رکہتے ہین وہ بغیر فتح کئے ہوئے نہ لوٹیگا وہ کرار کون تہا
علی مرتضی صلوۃ اللہ علیہ تہی جنہون نے اوس حارث و مرحب کو قتل کیا جو شیخین کو بہگایا
کرتے تہے معرکہ حنین سے شیخین کا بہاگنا اور حضرت صلعم کا اصحاب السمرہ کہکر آواز دلانا
سبکو معلوم ہی اسپر بہی اگر شیخین کی نسبت جہاد فی سبیل اللہ کا الزام لگایا جاوے تو بڑی
شرم اور ندامت کی بات ہے اور پہر بیچارے دن کو اس آیت کے مصداق بنانا کتنی بڑی
ہٹ دہرمی ہی کہ بقول مصنف صاحب یہہ کچہہ معنی نہین رکہتا کہ جہاد تو کیا اور رون نے
اور وعدہ دیئے جاوین اور لوگ - اے ناانصافو کبہی تو خدا سے ڈرا کرو -

قولہ پس سابق ہونا ایمان اور عمل کا وعدہ سے نصاً ثابت ہی اوسکا منکر کافر ہے
اہل تشیع دعوی ایمان کرتے ہین اور دعوی ایمان مع انکار نص کے جمع نہین ہو سکتا
اگر انکار نص کا کرینگے تو کافر ہو جاوینگے مومن نہ رہینگے اور اگر انکار نص کا نکرینگے
اور تسلیم نص کرینگے تو شیعہ نہ رہینگے -

اقول - یہہ قول بہی مصنف کا رکاکت سے خالی نہین کیونکہ کوئی دلیل ایسی نہین ہے

کہ وعدہ پر ایمان وعمل کا تقدم ثابت ہو کہ جسطرح آمنوا وعملوا بصیغہ ماضی ہین ویسی ہی
وعد بصیغہ ماضی ہی ہان اگر وعدہ بصیغہ مضارع واقعہ ہوتا اور آمنوا وعملوا بصیغہ
ماضی ہوتی تو کہہ سکتے تہے کہ وعدہ پر ایمان وعمل مقدم ہین اور جبکہ قرآن مین وعد
بصیغہ ماضی ہے اور کوئی جاہل وعد کو بمعنے یوعد بصیغہ مضارع بیان کرے اور
اوسپر مثل مصنف کے اصرار بہی کرے تو صریحاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہی۔
پس یہہ آیت اور آیہ لاینال عہدی الظالمین نص صریح ہین اسبات پر کہ خلفاء ثلثہ
قابلیت خلافت نہین رکہتے تہے اگر اونکو کوئی شخص قابل خلافت سمجہے اور مصداق
اس آیہ محولہ کا خیال کرے تو وہ صریحاً مخالفت نص قرآنی کی کرتا ہی اور مخالفت
کرنا نص قرآنی کا صریح کفر ہے۔ پس اگر حضرات اہل سنت دعویدار اسلام ہین تو دعوے
اسلام مع انکار نص جمع نہین ہو سکتا اگر انکار نص کا کرینگے تو کافر ہوجاوینگے
مسلمان نرہینگے اور اگر انکار نص کا نکرینگے اور تسلیم نصوص کرینگے تو سنی نرہینگے۔
قولہ لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم۔ یعنے خلیفہ کریگا اونکو زمین مین
جیسے کہ خلیفہ کیا اونکو جو پہلے اونکے تہے۔ یہہ تشبیہہ ثابت ہوتی ہی نسبت خلافت فی الارض
کہ یعنی بادشاہت زمین مین ہوگی جیسے پہلے لوگون کو ہوئی ہی اور یہہ وعدہ وفا ہوا سب خلفاء
راشدین کیواسطے۔ اقول یہہ وعدہ خلفاء راشدین تک ہی محدود نہین رہا بلکہ ابتک
یہہ وعدہ باقی ہی مصنف کے فقط سمجہنے کی غلطی ہے اب بہی مسلمان کی عملداری اکثر
ممالک مین موجود ہے خصوصاً وہ خلافت جو قریش کی قوم پر منحصر ہے پانسو برس سے

زیادہ عرصہ تک عرب مین رہو سلسلہ اسکا منقطع نہین ہوا چار طبقو نمین متواتر پانچسو برس سے
زیادہ سلطنت رہی۔ خلفائے اربعہ خلفائے بنی امیہ خلفائے بنی عباس خلفائے فاطمہ عبیدیہ۔
قولہ لیکن ثبوت خلافت اول ابوبکر صدیق کیواسطے ہوا کہ اپنے عہد مین خلیفہ رسول اللہ کہلائے زبانی سب خلقت کی
اقول زبانی سب خلقت کے خلیفہ کہلانے سے اثبات خلافت نہین ہوسکتا کیونکہ
خلقت نے نمرود اور شداد اور فرعون کو خدا کہا تہا مگر ان لوگون کے کہدینے سے
وہ خدا نہین ہوگئے اسی پر قیاس کرلو اپنی اثبات خلافت کو۔
قولہ سب مہاجر و انصار نے بیعت کی اور جناب امیر نے تین دفعہ اسواسطے کہ کوئی دعوے نکرے
اسبات کا کہ جناب امیر نے بیعت نہین کی اور کسیوقت مین اختلاف نہین کیا۔
اقول یہہ ہی قول دلالت کرتا ہی اس امر پر کہ جناب امیر نے بیعت ہی نہین کی آپ ہی
تو غور فرماوین کہ جب سب صحابہ نے ایک ایک دفعہ بیعت کی تو حضرت علی کی نسبت
تین دفعہ بیعت کرنا کیون بیان کیا گیا اوجہوٹا اور سچا ایسی ہی باتون سے ثابت ہوتا ہے
اور معلوم ہوتا ہی کہ واضع نے یہہ ہی بندش لگائی ہی اور اسی لیئے یہہ دروغ بات بنائی
ہی کہ کوئی بقول مصنف یہہ نہ کہے کہ حضرت علی نے بیعت نہین کی مگر عقلمند لوگ تو اس
امر ہی سے تاڑ گئے کہ ضرور کچہہ دال مین کالا ہے۔
قولہ باوجودیکہ آپ دبے ہوئے نہ تہے اور اسد اللہ الغالب تہے اور شیرون پر اطلاق
جُبن کا نہین ہوسکتا مگر شیعہ ابہی تک اطلاق جُبن کا کئے جاتے ہین چنانچہ جامع
عباسی مین حضرت فاطمہ سے نقل کرتے ہین کہ ہمچو جنانان در رخانہ گریختہ و دشمنان

بیدار نہ دیبہ ندو تواز جائے خود حرکت نمیکنی۔

اقول یہہ حجت رکیک ہر سنی کی زبان پر آتی ہے اور بارہا خود مین اس حجت کو بوجہ احسن تردید کر چکا ہون مگر آجتک کسی سنی صاحب نے اوسکا تو جواب ندیا اور کمال بیحیائی سے پہر وہی کلمہ زبان پر لے آتے ہین بہلا کہین بے غیرتی کا ٹہکانا ہے کہ تمام مطالب جو رسالہ مین مرقوم ہین کتاب انوار الہدیٰ و شمس الضحیٰ و تنبیہ السائل و اعلان الہدیٰ وغیرہ مولفات حقیر مین جو تمام ہندوستان مین شائع ہین کامل طور سے تردید انکی ہوئی ہے مگر اوسکے جواب کا تو کسی سنی صاحب کو حوصلہ ہوا اور بقول چمار ایکی مارے تو جانون پہر وہی رد شدہ باتون کو لکہنے لگتے ہین حالانکہ بہت صاف بات ہے کہ اگر حضرت علی اپنی شجاعت کو بمقابلہ صحابہ کام مین لاتے تو غایت اسکی یہہ تہی کہ سب کو قتل کر ڈالتے لیکن خلافت کے حصول مین اونکا قتل کیونکر مفید ہوتا بادشاہ تو رعیت سے بادشاہ ہے نہ کہ اونکے قتل کر ڈالنے سے۔

قولہ بعضے شیعہ یہہ کہتے ہین کہ بسبب جبن کے جناب امیر نے خلافت نہین چہوڑی بلکہ اس سبب سے چہوڑی کہ اونکو پیغمبر خدا نے فرما دیا تہا کہ تم جنگ مت کیجیو مگر بیوقوف اتنا نہین سمجہتے کہ یہی تو منع کرنا ہے خلافت سے کہ خلافت کا دعویٰ مت کیجیو خلافت ابوبکر کو پہونچیگی اللہ انکار کرتا ہے اس سے کہ سوائے ابوبکر کے کوئی اور خلیفہ ہوا اور وعدہ بہی کر چکا ہے کہ مین خلیفے کرونگا تو تم زبردستی اول خلیفہ نہین ہو سکتے بعد کو ہوگے جب تمہاری باری آویگی اور جہگڑا کرینگے میری امت مین فساد پہیل جاویگا

اور دین کی تمکین نہین ہونے کی ۔

اقول خلافت کا چہوڑنا ہی کذب صریح ہے پہر اوسکی وجہ پر بحث کرنا سوائے حماقت کے اور کیا نتیجہ ہے ۔ خلافت چہوڑنا اسکو کہتے ہین کہ جب ایک مرتبہ بیعت خلافت ہوجاے اور پہر اوسکو ترک کردیا جاے اور جبکہ کل مسلمان سوائے معدودے چند مرتد ہوکر خدا و رسول سے منحرف ہوگئے اور احکام خدا و رسول کو معطل کرکے درپے ہوائی نفسانی ہوکر خود خلافت داب بیٹہے تو چہوڑنا کہان رہا ان دعوے خلافت حقہ کا تہا سو وہ ہمیشہ رہا کبہی اوس سے انکار نہین ہوا اور یہہ ہی فرمایا کہ اگر چہ چالیس آدمی صاحب عزم مجکو ملجاوینے تو ابوبکر پر جہاد کرون یہہ ہی وجہ ترک جہاد کی ہی کہ انصار دستیاب نہین ہوے اور بغیر حصول انصار کافی کے جہاد کا کرنا ممنوع ہے یہہ ہی وصیت رسول خدا کی ہے اور یہہ ہی سبب تہا کہ خود رسول خدا نے طرح طرح کی ایذائین کفار کے ہاتہہ سے اوٹہائین مگر تا حصول انصار جہاد نہین فرمایا یہہ ہی حکم خدا کا تہا ۔ اور دیکہلو جسوقت حضرت کو انصار کافی ملے تو حضرت عثمان و طلحہ و زبیر وغیرہ کے سر کیسے اوڑا لے گئے بقول اہل سنت حضرت ابوبکر و عمر ہی اوسی درجہ مین تہے جسمین حضرت عثمان و طلحہ و زبیر تہے یعنے عشرہ مبشرہ مین پس جبکہ حضرت علی نے ان لوگون پر جہاد کیا تو شیخین پر جہاد کرنے مین کیا مانع تہا کہ انصار کافی ہم نہ پہونچے ۔ اور جو وصیت رسول خدا کی ہتی کہ اے علی صبر کرنا اور جنگ مت کرنا اوسکے معنے یہہ ہی تہے کہ بغیر حصول انصار کافی جنگ مت کرنا کیونکہ ایک زمانہ تک موافق وصیت کے صبر کرلینا اور دوسرے وقت مین جنگ و جہاد کرنا صاف دلیل اسی

بات کی ہے کہ آپکا جہاد منحصر جمعیت انصار پر تہا۔ اور دیکھو صبر ہمیشہ بمقابلہ ظلم کے ہوتا ہے حضرت علی کو رسولخدا کا وصیت صبر کرنا صاف طور سے ظلم ثلاثہ کو ثابت کر رہا ہی۔ علاوہ ازین اکثر اوقات انبیاء مرسلین کسی مصلحت سے دعوت رسالت کو چند روز کیلئے ملتوی کر دیتے ہین اور خدا تعالےٰ نے بہی حکم دیدیا ہی کہ آپ پیغمبر کہدے کافرون سے کہ تم تمہارے دین پر رہو مین میرے دین پر رہون جیساکہ لکم دینکم ولی دین سے ظاہر ہے اور جبکہ کبہی اس سے بہی زیادہ دباؤ کفار کا پڑتا ہے تو ہارون علیہ السلام کیطرح گوسالہ پرستی مین بہی شریک ہوجانا پڑتا ہے اگر کوئی شخص دیدہ بصیرت رکہتا ہو تو حضرت علی کے حال کو حضرت ہارون کے حال سے مطابقت کرے حضرت علی مرتضیٰ کا صحابہ کے ساتہہ بعینہ وہی برتاو رہا ہی جو حضرت ہارون کا گوسالہ پرستون کے ساتہہ تہا یعنے حالت مجبوری اور خوف جان سے ہی حضرت ہارون نے شرکت سامریون کی اختیار کی تہی اور اسیوجہ سے حضرت مرتضیٰ نے گوسالہ ہائے قریش سے مصالحت کی تہی چنانچہ جمیع اہل سیر و تواریخ کا اتفاق ہی کہ جسوقت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو صحابہ نے بیعت ابوبکر پر مجبور کیا اور تین مرتبہ حضرت مرتضیٰ نے فرمایا کہ اگر مین ابوبکر سے بیعت نکرون تو تم کیا کروگے حضرت عمر نے یہہ ہی جواب دیا کہ ہم تمہارا سر قلم کرینگے اوسوقت حضرت علی نے قبر رسول خدا صلعم سے مخاطب ہوکر وہ ہی کلمہ فرمایا جو ہارون علیہ السلام نے موسےٰ علیہ السلام سے کہا تہا یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔

قولہ چنانچہ صحیح مسلم مین عائشہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا مجہسے رسول اللہ صلعم نے

مرض الموت مین کہ بلا باپ اور بہائی اپنے کو تاکہ لکہدون مین کتاب کو مین ڈرتا ہون
کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرینوالا اور کہے کوئی کہنے والا کہ مین ہون لائق خلافت
کے حالانکہ انکار کرتا ہے اللہ تعالے اور مومنین سوائے ابوبکر کے کوئی اور خلیفہ ہو
اس حدیث سے یہہ ثابت ہوا کہ مرض الموت مین آپکا ارادہ ابوبکر کو خلافت لکہنے کا
تہا جب عمر خطاب نے یہہ عرض کی کہ حسبنا کتاب اللہ یعنے وعدہ الٰہی جو آیت استخلاف
مین نسبت خلافت کے ہو گیا ہے کوئی اختلاف ہم نہین کرینگے دل جمع رکہے پس آپ
خاموش ہو گئے اگر حضرت علی کو خلافت کا لکہنا مدنظر اشرف ہوتا تو عمر خطاب کے اسکے لکہنے سے ممنوع ہوتے
اقول بڑی شرم کی بات ہی کہ مولف صاحب نے آگے خود لکہتے ہین کہ رسول خدا کو خلیفہ
مقرر کرنیکا منصب ہی کب تہا پہر رسولخدا پر ایسی تہمت فعل ناجائز کی کیا کفر نہین ہے
علاوہ ازین مولف صاحب نے ترجمہ حدیث غلط سلطاسر الہدائی سے یاد کر لیا مگر جواب
وتردید اوسکی اعلان الہدیٰ سے نہ دیکہی اسکی مفصل تردید اعلان الہدیٰ مین بصفحہ
۱۲ لغایت ۳۶ درج ہی اسکی کچہہ مختصر تردید یہان بہی گذارش کرتا ہون کہ بی بی عائشہ
تو وہی عائشہ ہین جنکی شان مین صحیح بخاری اور مسلم مین یہہ فرمان نبوی درج ہے
کالتی صواحب یوسف وان کیدکن عظیم پہر انکی روایات پر کب اعتبار ہو سکتا ہی
خصوصًا ایسی روایات جو اپنے باپ کی شان مین بیان کی ہون درانحالیکہ معصومہ
طاہرہ وصدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ زہرا کی شہادت اور قول دربارہ فدک منظور نہین کرتے
وغیر معصومہ غیر طاہرہ غیر صدیقہ کے قول پر کون اعتبار کر سکتا ہی خصوصًا جبکہ پیغمبر خدا صلعم

نے صواحب یوسف سے تعبیر کیا ہوا ور مکار کہا ہو پہر تو اونکے قول پر اعتبار کرنیوالا
صریحًا کافر ہے علاوہ بریں مضمون حدیث خود شاہد ہے کہ حدیث موضوعی ہی کیونکہ
جب ابوبکر کو خلیفہ کرنا منظور تہا تو ابوبکر اور اونکے پسر سے کیون نوشت لکھوائی تہی
خلافت کی نوشت تو شخص مخالف کے قلم سے لکہاتے تاکہ سبکو اعتبار آجاتا ہاں اگر حضرت
علی کو بولاکر کہتی کہ ابوبکر کی خلافت کی نوشت تم لکہدو تو مضائقہ نہ تہا ایسا ہی یہہ بہی محض
کذب مولف ہی کہ حضرت عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہا جب حضرت خاموش ہو رہی یہہ فقرانہ
تو اصل روایہ بی بی عائشہ کو سوجہا تہا نہ بخاری اور مسلم کو یاد آیا تہا یہہ مولف کی قسمت
مین مظلمہ کذب بیانی لکہا ہوا تہا اب ہم پوچہتے ہین کہ ذرا فرمائی تو یہہ فقرہ اس حدیث
مین آپنے بخاری سے لکہا یا مسلم سے۔ غرض یہہ ہی کہ مولف نے کتب حدیث کو نہین دیکہا
کسی سے سنکر لکہدیا ہی اور اسقدر بادہ حدیث دانی پر کتاب تصنیف کرنا مولف صاحب کا
ہی کام تہا حضرت عمر کا قول مشہور ہے کہ جو صحیح بخاری مین درج ہی وہ اس حدیث مین
ہی جسکو حدیث قرطاس کہتے ہین اور وہ یہہ ہی ھلموا اکتب لکم کتابا لم تضلوا بعدی
اسی حدیث مین حضرت عمر فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم کو ہذیان ہوگیا ہی ہمکو قرآن کافی ہی
اور درجواب اسکے پیغمبر خدا صلعم نے حضرت عمر اور اونکے ہمراہیان کو بزجر و توبیخ اپنے
مکان سے نکلوا دیا جسکو صحیح بخاری مین باین الفاظ یاد کیا ہے قوموا عنی لا ینبغی عندی
التنازع - نکل جاؤ میرے پاس سے میری حضور مین تنازع کرنا مناسب نہین ہی معلوم ہوتا
ہی کہ مولف نے ان مباحث کو اپنی کتب سے مطالعہ نہین کیا محض لوگون سے سُنا سُنائی

اقول مفصل بحث اس حدیث کی بندہ نے انوار الہدیٰ و شمس الضحیٰ اور اعلان الہدیٰ وغیرہ مین لکہی ہے حاجت اعادہ کی نہین اور یہہ کوی قاعدہ نہین ایک بات کو ہر آدمی جدا جدا دریافت کرے اہل سنت مین جب ایک یا دو یا تین شخص اس حدیث کی نسبت سوال کر چکے اور جواب ایسا دندان شکن پا چکے کہ پہر لب ہلنے کا منہہ نرہا۔ تو جب تک مولف اون جوابات کی تردید نہ کردین سوال کرنیکے مستحق ہی نہین دیکہو اس بحث کو انوار الہدے کے صفحات و شمس الضحیٰ کے صفحات و اعلان الہدیٰ کے صفحات مین اور جبکہ ہمارے جوابات کی تردید سے مولف صاحب عاجز آگئے ہین تو پہر وہی مردود سوال کیا داخل بے شرمی نہین ہے پہلے کتابون کو دیکہنا تہا اوسکے بعد تصنیف و تالیف کا حوصلہ کرنا لازم تہا اور اسطرح تو قصور معاف چمار والی نقل ہے کہ ابکی مارے تو جانون اصل حقیقت تحریر سائل کی یہہ ہے کہ وہ نہ علوم عربیہ سے آگاہ ہین نہ قرآن و حدیث سے خبردار ہین نہ اپنی ہی تحریر سے آگاہ ہین کہ مین کیا لکہہ رہا ہون۔ اور کیا حجت پکڑ رہا ہون جبکہ خود لکہہ رہے ہین کہ مولی بمعنی آقا بہی ہے اور غلام بہی ہے اور دوست بہی ہے تو پہر کیا وجہ کہ بمعنے آقا اس لفظ کو قبول نہ کیا جاوے اگر ساری حدیث پر موئف صاحب کی نظر پڑتی تو غالب ہے کہ ایسا دہوکہ نہ کہاتے رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ خدا میرا مولا ہے اور مین مومنین کا مولا ہون پس جس کسیکا کہ مین مولا ہون علی اوسکا مولا ہے کیا اسپر کسیکو حجت ہو سکتی ہے کہ رسول صلعم کا آقا اللہ تعالےٰ نہ تہا یا رسول صلعم جمیع مومنین کے آقا نہ تہے پہر حضرت علی کے لیئے ہی کیون ایسے فضول عذرات

کئے جاتے ہین ہمنے انوار الہدیٰ مین اعتراضات ابن حجر عسقلانی کی تردید کامل طور
سے کی ہی اور ثابت کردیا ہے کہ اس مولیٰ کو جس معنے مین لوگے اوسی معنی مین حضرت
علی کی جانشینی پیغمبر خدا ثابت ہوگی خواہ عداوت سے اونے درجہ غلام کے معنی لوگے
تب بہی حضرت علی امام ہی ثابت ہوجائینگے مطلب رسول خدا صلعم کا یہہ ہی کہ علی کو میرے
مانند سمجہو اگر مجہے آقا سمجہے ہو اوسکو بہی آقا سمجہو اگر مجہے اپنا غلام سمجہتے تو اونکو بہی اپنا
غلام سمجہو پہر ایسے بیہودہ اقوال سے کیا فائدہ اگر مولف صاحب قرآن مجید مین ہی
غوص کرتے تو بہی لفظ مولیٰ بمعنے اولیٰ دس بیس مقام مین وارد ہے اور خاص ایسی
حدیث مین تین موقعہ پر مولیٰ بمعنے اولیٰ آیا ہے بندہ نے علاوہ انوار الہدیٰ و شمس الضحیٰ
کے پوری بحث معنی لفظ مولیٰ کے جلد ثالث تاریخ الانبیا مین بہی لکہی ہے خلاصہ
مضمون اوسکا درج کرنے مین طوالت ہی مگر گذارش کرتا ہون کہ لفظ مولیٰ قرآن
مجید مین بمعنے اولیٰ بہی آیا ہے اور بمعنی ناصر بہی آیا ہے اور بمعنے سید معتق اور بمعنی صدیق
اور بمعنے وارث اور بمعنے عصبہ و غلام آزاد آیا ہے دیکہیے - ماویکم النار ہی مولاکم
بمعنے اولیٰ آیا ہے ذالک بان اللہ مولی الذین اٰمنوا وان الکافرین لا مولے
لہم یہان بمعنے ناصر آیا ہی و قولہ تعالیٰ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان
والاقربون یہان لفظ مولیٰ بمعنی وارث ہے و قولہ تعالیٰ وانی خفت الموالی من
ورائی یہان بمعنے عصبہ آیا ہی و قولہ تعالیٰ یوم لا یغنی مولاہ عن مولی شیأ یہان
مولا بمعنی صدیق حمیم آیا ہی - اور بمعنی سید معتق اور غلام آزاد کردہ بہی آتا ہی و محتاج

ثبوت ہین۔ مطلب رسول صلعم کا اس حدیث سے فقط یہہ ہے کہ اپنی امت پر ظاہر کردین کہ علی مرتضیٰ مثل نفس پیغمبر کے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ آیہ مباہلہ مین نفس رسول قرار دیتا ہی پس اگر تمام معنی مشترک لفظ مولیٰ کے لیئے جاوین تو یون کہینگے کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ اے مسلمانون اگر مین اولی بموءمنین اور ناصر موءمنین اور وارث موءمنین اور سید المومنین اور صدیق جمیع موءمنین ہون تو علی بہی ایسا ہی ہی غرض کہ جسطرح رسول صلعم کے مطیع فرمان تہے ویسے ہی علی مرتضیٰ کے ہونا چاہیئے۔ اب موءلف صاحب فرمائین کہ قرآن مین مفعل بمعنی افعل کیسے آیا کیا اونکے نزدیک قرآن عربیت سے باہر ہے۔ اگر کوئی شخص مولا بمعنی دوست بہی لیگا تو کیا امامت ثابت نہوگی جب یہہ بات مقرر ہوگی کہ مثل رسول خدا کے علی کو اپنا دوست سمجہو تو ظاہر ہی کہ بال بچے اور جورو تو کیا چیز اپنے نفوس سے زیادہ علی کو دوست رکہنا مسلمانونکا کام ہی اور کیونکہ نبی صلعم کو اپنے نفس سے زیادہ دوست رکہنا چاہیئے پس صحابہ نے اس حکم کو نمانا اونکو لازم تہا کہ اپنے انفس سے زیادہ علی کو دوست رکہتے مگر اونہون نے اپنے نفس کے لیئے خلافت گوارا کی اور علی کی بات بہی نہ پوچہی موءلف صاحب ناحق تقریریہ بہی کرتے ہین اولی بتصرف ماننا کجا اکابر نے دوست کے معنے مین بہی اس حدیث کو نمانا اس اعتبار پر دوست کے معنے سے بہی امامت حضرت علی کی ثابت ہوگی۔

قولہ اور دوسرا جواب یہہ ہی کہ جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو خلیفہ کرنیکا کیا منصب تہا کہ جناب امیر کو خلیفہ کرتے اللہ تعالےٰ تو اپنی نسبت خلیفہ کرنیکا وعدہ کر چکا تہا

کیونکہ آیت استخلاف سابق ہی حدیث مذکور سے کہ بعد اکمال دین کے زبان مبارک سے صادر ہوئی ہی ہان امامت کرانیکا آپکو منصب تہا سو مرض موت مین ابو بکر صدیق کو امام گردان دیا اور لفظ فی الارض کا دال ہی تسلط فی الارض پر اور نص سے ہے خلافت ظاہری مین جسکو بادشاہت کہتے ہین اور دیگر ائمہ کو خلافت ظاہری نہین ہوئی جو ایفاء وعدہ اونمین متصور ہوتا اور خلیفہ ہونا ابو بکر کا امر الہی سے ثابت ہے تو ایفاء وعدہ الہی اونکی ذات مین اگر اوسکے وعدہ سے ہوتا اور وعدہ الہی کسی اور کو ہوتا تو وعدہ الہی مین خلاف لازم آتا اور اللہ تعالے وعدہ خلافی نہین کرتا چنانچہ فرماتا ہی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ المِیعاد جو کوئی نسبت اللہ تعالے کے وعدہ خلافی ثابت کریگا بسبب انکار آیت مذکورہ کے کافر ہو جاویگا۔

اقول اس جواب دوم نے تو مولف کا رہا سہا ایمان ہی خارج کر دیا کیونکہ حضرت رسولخدا کو جبکہ بقول اونکے خلیفہ مقرر کرنیکا منصب ہی نہ تہا تو پہر اوہون نے پہلے جواب مین صحیح مسلم کی حدیث نقل کر کے کیون استدلال کیا کہ ابو بکر کو خلیفہ کرنا چاہتے تہے۔ علاوہ ازین یہہ جواب تمام تر جہالت سے بہرا ہوا آیت قرآنی سے خبر نہین تفسیر کو جانتے نہین آیت استخلاف پر لگے حجت کرنے ہم کہتے ہین کہ اگر یہہ آیت شخصی خلافت سے متعلق ہے تو یزید وغیرہ سے کیون وعدہ خلافت کیا گیا اور اگر خلافت محدود خلفاے اربعہ تک سمجہتے ہین تو فرمائین کہ انمین بعد حصول خلافت کون کون کافر اور فاسق ہوا جسکی نسبت یہہ ارشاد و من کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون تمام تفاسیر اہل سنت

مین تمام مسلمان مراد ہین یعنے اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ جسطرح ہمین نے پہلی امتو نکو
زمین کا مالک کر دیا تہا ویسے ہی تم مسلمانون کو بہی زمین کا مالک کرونگا پس جو کوئی
تم مین سے بعد اسکے کافر ہوگا وہ بہی بڑا فاسق ہے۔ علاوہ اسکے اس آیت مین وعدہ
استخلاف بشرط ایمان و اعمال صالح ہے ایسی صورت کے ساتہہ کہ اے مسلمانو جو جو تم مین سے
ایمان لایا ہی اور عمل صالح کیئے ہین اوسکو خلیفہ روئے زمین پر کرونگا اس سے اگر مراد
خلافت شخصی لیجائے تو تمام وہ مسلمان جو جو خلیفے نہین ہوئے ہین کافر قرار پائینگے اور یہہ
قول بالاجماع مردود ہی۔ پس اس غلط معنی کی بنیاد پر جسقدر مولف نے بحث کی ہی محض
تضیع اوقات کی ہی وہ تمام بحث خود بخود ساقط ہو گئی۔

آخر مین جو یہہ بحث کی ہی کہ موعود من اللہ سے غیر موعود من اللہ چہین لے یہہ ممکن نہین
ہم کہتے ہین کہ اگر خلافت شخص اس آیت سے مراد ہوتی اور اصحاب ثلاثہ موعود کئے جاتے
تو کیا رسول صلعم آگاہ نہ کئے جاتے اور رسولخدا کیون اپنے بعد ابوبکر کو خلیفہ نکر جاتے
اور خلیفہ ثانی نے کیون شوریٰ کا جہگڑا کیا اور کیون پانچ آدمیون مین خلافت کو
منحصر رکہا کیا وہ کلام الٰہی کے معنے نہ جانتے تہے یا مولف کے برابر ہی اونکو علم نہ تہا طلحہ
اور زبیر اور سعد اور عبدالرحمٰن کو خلافت نہ ملی تو بقول مولف کے وہ غیر موعود من اللہ
تہے پس حضرت عمر کا غیر موعود من اللہ سے خلافت منسوب کرنا صریحاً کفر ہے اونکو کیا منصب
تہا کہ غیر موعود کو خلافت کا امیدوار کرتے۔ سبحان اللہ ذرا ان خام اعتقاد لوگون کی
بحث تو دیکہو کہ جناب سرور کائنات کی نسبت یہہ عقیدہ ہی کہ اونکو نصب خلافت کا

اختیار ہی کب تہا اور ابو بکر کی نسبت اس اختیار کو تسلیم کرتے ہین کہ اونہون نے
عمر کو اپنے اختیار سے خلیفہ بنایا اور پہر عمر نے اپنے اختیار سے موعود چہہ شخصون مین
خلافت کو منحصر رکہا اور پہر صحابہ نے حضرت عثمان کو کافر اور واجب القتل قرار
دیکر قتل کیا مولف صاحب ہی کچہہ اپنے دلمین شرمائین تو شرمائین - پہر تمکین دین
پر جو کچہہ بحث فرمائی ہے اوس تمکین کو اوسی درجہ کی تمکین سمجہو جیسا کہ خود اصحاب
کے دین کی تمکین تہی اگر دین خالص کی تمکین ہوتی تو روئے زمین پر کفر کا نام باقی
نرہتا جو کچہہ فتوحات زمانہ خلفاء ثلثہ مین ہوئی فقط دنیاوی طمع کے لئے ہوئے خدا
کا دین پہیلانے کے لئے کوشش نہین ہوئی ورنہ دین اسلام روئے زمین پر چہا گیا
ہوتا یہہ امر کہ بحر شام پر آکر رک جائے فقط خلفاء ثلثہ کی مداخلت بیجا کا نتیجہ ہے -
اور حضرت مرتضیٰ ایسے منافقانہ دین سے کیون راضی ہونے لگے ہین کہ رات کو تو عقبہ پہ
رسول خدا کی ہلاکت کے لئے چڑہ جاوین صبح کو سلامتی کی مبارکباد دینے کو خدمت
رسول مین حاضر ہون اچہے مسلمانی اور اچہی مسلمانون کی سردار تہے کہ نہ شرع سے
واقف نہ کتاب الٰہی سے آگاہ ستر موقع پر حضرت علی نے عمر خطاب کو ہلاکت سے
بچایا اور پہر مرتبہ خلاف حکم الٰہی حکم دیا حضرت عثمان بالآخر نہ بچ سکے بیگناہ کو رجم کرکے
خود ہلاک ہوگئے حضرت مرتضیٰ ہر حال مین دین الٰہی کے ناصر اور سچے خیر خواہ تہے خواہ
مسلمان کسی حالت مین ہون اونکو مانین نہ مانین دلسے مومن رہین یا منافق رہین
مگر اونکو ہر حال مین اعانت اسلام واجب تہی سو عمل مین لائے اور جبکہ انصار کانی ہم

پہونچ گئے ایک ایک مخالف کو ایسی سزا دی کہ قیامت تک نہ بہولینگے اگر پہلے ہی سے
انصار بہم پہونچاتے تو حضرت ابوبکر و عمر کو کب خالی جانے دیتے تہے -
اس جواب سے مصنف کا یہہ عقیدہ پایا گیا کہ جن جن لوگون کو مسلمانون کی خلافت اور
سلطنت پونہچی وہ موعود من اللہ تہے مگر موعود من الرسول نہ تہے تو ظاہر ہوگیا کہ یہہ لوگ
پیغمبر خدا صلعم کے خلفا نہ تہے بلکہ خلیفۃ اللہ فے الارض تہے مگر اس موقعہ مین جو بحث
مابین سنی و شیعہ کے ہی وہ خلفاء رسول کی نسبت ہی نہ کہ خلیفۃ اللہ کی نسبت اور بقول
مولف مراد خلیفۃ اللہ سے ہر بادشاہ ہے جسکو دنیاوی سلطنت حاصل ہوجاوے خواہ
وہ کافر و فاسق ہی کیون نہ ہوا اور یہہ ہی بات سیاق آیت سے بہی ظاہر ہی کہ فرمایا
اللہ جل شانہ نے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون یعنی ان متسلطین
فے الارض مین سے جو کوئی بعد تسلط کافر ہوگا وہ بڑا ہی فاسق ہی - اور مراد خلیفہ رسول
سے وہ شخص ہی جو نائب رسول اللہ ہوا اور مثل نبی صلعم کے طاہر و معصوم ہو مگر بادشاہت
عطا کرنے مین خدائیتعالے نے انحصار کفر و اسلام کا نہین رکہا اور امامت یعنی نیابت
رسالت ہمیشہ مومنین طاہرین اور معصومین کو دی گئی اور خدائیتعالے نے ہمیشہ تقرر
سلاطین جبار و فجار کا بالا بالا اپنے اختیار سے رکہا جیسا کہ نمرود و شداد و بخت نصر
و فرعون وغیرہم کو بادشاہ بنایا اسلیئے کہ اگر خلفاء ثلاثہ وغیرہم کو بہی خدا نے مالک تاج و
تخت کر دیا تو اسمین اونکی کیا فوقیت ثابت ہوئی فضیلت تو اون خلفا کی ہی جنکو
پیغمبر (ن) نے اپنی جگہہ نصب کیا جیسے حضرت ابراہیم نے حضرت اسمعیل و اسحق کو اور حضرت

اسحٰق نے یعقوب کو حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کو اسی طرح پیغمبر خدا صلعم نے حضرت علی کو خلیفہ مقرر کیا۔

قولہ اگر یہہ کہیئے کہ وعدہ تو حضرت علی کے واسطے کیا تہا ابوبکر صدیق نے زبردستی خلافت چہین لی۔ اسمین کئی قباحتین لازم آئین۔

اقول یہہ تو کسیکا قول نہین ہی کہ اس آیت مین وعدہ صرف حضرت علی سے کیا گیا ہی کیونکہ حضرت علی کے ایمان کا تو خدا تعالیٰ امتحان لیچکا اور بوجہ تکمیل اونکے ایمان کے اونکو ظاہر و معلوم بنا چکا اس آیت مین جو لوگ موعود یا مارت ہین وہ مذبذبین بین ذلک ہین جیسے بقول مصنف کے حضرت ابوبکر موعود ہین تو اونکی نسبت بعد تسلط فاسق ہوجانیکا گمان ہو سکتا ہی۔ اگرچہ عقلمند اہل سنت اس آیت کو خلافت شخصی سی منسوب نہین کرتے بلکہ اپنی تفسیرون مین ساری امت محمدی کو موعود لکہتے ہین مگر ہم راضی ہین کہ اگر مولف صاحب اس آیت کو خلفا ثلثہ کی موعود ہونیکی نص قرار دین کیونکہ جو بحث باہم فریقین دربارہ کفر و اسلام اصحاب ثلثہ ایک عرصہ سے چلی آرہی ہی فوراً طی ہوجاے اور نیز اہل سنت کو ماننا اس امر کا بہی لازم آئیگا کہ حضرت ابوبکر و حضرت یزید ایک رتبہ اور درجے مین ہین اور جبکہ ہمنے اس پوری آیت کا مصداق حضرت ابوبکر کو مان لیا تو پہر وہ قباحتین بہی لازم نہ آئینگی جنکی صراحت مصنف نے کی ہی۔

قولہ ایک تو یہہ کہ اللہ نے وعدہ کو موکد کیا ساتہہ لام تاکید اور نون ثقیلہ کی دو دو تاکیدین تین صیغون مین چہہ تاکیدین ہوئین تو یہہ تاکیدوں سے وعدہ کرنا اور وہ بہی

جہوٹا وعدہ کرنا شان آلہی سے بہت لعید ہی تعالی اللہ عن ذالک علوًا کبیرا۔ کہ وعدہ کرے حضرت علی اور اماموںکو اور دیدے ابوبکر صدیق کوکہ شیعونکی دانست مین اونکے دشمن ہین دوست کو وعدہ کرنا اور دشمن کو دیدینا کیسے وعدہ خلافی نسبت اللہ تعالے کے ثابت کرتے ہین اور اگر یہہ کہیئے کہ ابوبکر صدیق نے زبردستی چہین لیا اور اللہ تعالے کا ارادہ علی مرتضیٰ کے خلیفہ کرنیکا تہا تو زبردست ہونا ابوبکر صدیق کا اللہ تعالے سے بہی لازم آتا ہے علی مرتضیٰ کو تو کمزور ثابت کرتے ہین جو غالب کل غالب ہین اللہ تعالے کو بہی کمزور ثابت کرنے لگے اللہ تعالی کا رتبہ گہٹا دیا اور ابوبکر صدیق کا رتبہ بڑہا دیا اور نزع ملک کہ صفت اللہ تعالے کی ہی ابوبکر صدیق کو ثابت کردی۔

اقول لفظ وعدہ کو دیکہہ کر ایسا مخبوط ہوجاتا کہ پہر یہہ بہی نہ دیکہین کہ وعدہ کس سے ہے البتہ سائل کاہی کام ہی اسبات کو تو فقط اُردو کا ترجمہ ہی پڑہنے والا جان سکتاہے کہ خدائیتعالے کس شخص سے وعدہ کرتاہے وعد اللہ الذین امنوا منکم۔ کے معنے اور صحیح ترجمہ یہہ ہی کہ وعدہ کیا ہی اللہ جل شانہ نے اپنے بندونمین سے اون لوگونکے ساتہہ جو خدا اور رسول پر ایمان لائے ہین اور مسلمان ہوگئے ہین اور قید وعملو الصلحت کی اسلیئے لگائی ہین کہ بعد ایمان لانے کے پہر مرتد ہوکر کافر و مشرک ہوجاوین یعنے یہہ وعدہ ایسے لوگون کے ساتہہ ہنین کہ بموجب حکم اس آیت کی اول مسلمان ہوجاوین اور پہر بعد کامیابی کے مرتد ہوکر کافر و مشرک ہوجاوین

اور دین آبائی پر لوٹ جاوین۔ پس اگر یہہ وعدہ بقول مصنف کسی خاص سے
متعلق ہو تو لازم آئیگا اسبات کا عقیدہ رکھنا کہ سوائے شخص موعود کے اور کوئی
شخص مسلمان ہی نہین ہے اور یہہ عقیدہ بالبداہت مردود ہی پس اگر مولف صاحب
یہہ بات تسلیم کرلین کہ سوائے خلفاء ثلثہ اور معویہ یزید وغیرہ کی ملت محمدیہ مین
اور کوئی مسلمان نہین ہی تو البتہ اس آیت کو اپنے مطلب برآری کے لیئے سند لاسکین
اسلیئے ضرور ماننا پڑا کہ یہہ آیت سب مسلمانون کے لیئے ہے نہ کسی خاص شخص کے لیئے
اسلیئے وہ اعتراض جو مولف نے کیا واقع نہین ہوسکتا بلکہ مولف کی کم فہمی اور
ناواقفیت تفسیر پر دلالت کرتا ہی۔ اس آیت کے مخالف ہی خاص اشخاص مین سے
نہین ہوسکتے بلکہ تمام قوم کفار اسکے مخالف ہی رہی تفریق مسلمانونکی امرا خلفا کی
کہ آیا سب نیک ہونگے یا بد ہی اس منصب کو پائینگے یہہ بات حدیث صحیح سے آشکارا
ہوگی جیساکہ کتب صحیحہ اہل سنت مین مروی ہی اور نقل کیا ہی اوسکو صاحب صواعق
محرقہ۔ الائمۃ من القریش ابرارہا امراء ابرارہا و فجارہا امراء فجارہا۔ یعنے امام تو
سب قریش مین سے ہی ہونگے مگر ابرارون کے سردار ابرار لوگ ہونگے اور فاجرونکے
سردار فاجر ہونگے اور اگر بقول مولف اس آیت کو امراء و خلفا سے ہی متعلق سمجھا
جاوے تو یہی مطلب اس آیت سے ہی ظاہر ہوگا کہ فرماتا ہی اللہ جل شانہ ومن کفر
بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون یعنے خلفا مین سے ایسے لوگ بھی ہین جو
بعد حصول نعمت دنیاوی کافر ہو جاوینگے اور وہ بڑے ہی درجہ کے فاسق ہین

امرار فجار یہہ ہی لوگ ہین اب خود سمجھہ لینا چاہیئے کہ جس جس شخص نے خدا اور رسول کی عدول حکمی کی اور اہلبیت محمد کا حق غصب کیا اونسے زیادہ کون فاسق و فاجر ہو سکتا ہی - اور مولف نے جو یہہ لچر بحث کی ہے کہ ابوبکر خدا سے ہی زبردست سمجھے جائینگے یہہ دلیل سراسر جہالت پر دلالت کرتی ہی یہہ طریقہ تو قدیم ہے کہ خدا تعالی نے ہمیشہ کفار و جبارین کو عروج دیا اور اپنے بندگان خاص کو کم مورد کیا کیا قصہ نمرود و ابراہیم و فرعون و موسی مین مولف کا یہہ ہی عقیدہ ہوگا کہ نمرود و فرعون خدا سے ہی زبردست تہے کیا آیات قرآنی پر لحاظ نہین فرماتے کہ خدا تعالے نے تو ابراہیم سے وعدہ فرمایا - انی جاعلک للناس اماما اور نمرود نے اونکو اونکے وطن سے ہی نکالدیا علی ہذا القیاس نبوت اور رسالت بموجب مسئلہ متکلمین ریاست عامہ ہی اور نبی و پیغمبر دین اور دنیا کا سردار ہی جسکو خدا تعالے ہی مقرر کرتا ہے اوسکے ساتھہ وعدہ ریاست عامہ کا کرتا ہے لیکن یہہ عجیب بات ہی کہ خدا تعالے وعدہ ریاست کا تو انبیا سے کرے اور نمرود اور شداد اور فرعون اور بخت نصر کو ایسا تسلط دے کہ مولف کے عقیدہ کے بموجب خدا سے ہی زبردست ہو جائین ذرا مولف کو سوچنا چاہیئے تہا بغیر سوچے سمجھے جو منہ مین آیا لکھہ دینا بالضرور آیندہ باعث ندامت ہوتا ہے -

قولہ ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ط ترجمہ اور البتہ البتہ جا کے قرار اور مکان پذیر کریگا واسطے اونکے دین اونکے کو کہ پسند ہوا واسطے اونکے ظاہر ہی کہ یہ

امر یعنے جگہ پکڑنا دین پسندیدہ خدا و صحابہ کا خلفا کے زمانہ مین ہوا یہانتک کہ عمر خطاب
کے زمانہ مین چالیس ہزار شوالہ ڈہاکر بجائے اونکے چالیس ہزار مسجدین قائم کیگئین
اور لوکرور کافر مسلمان ہوئے اور لوکرور کافر فی النار اور چھتیس ہزار شہر فتح ہوے
اور اونیس ہزار ممبر قائم ہوئے کہ اوسپر علما واسطے وعظ کے بٹہلائے گئے اور ایسی ہی
سب خلافتون مین فتوحات ہوتی ہین گر عمر خطاب کے خلافت مین امورات مذکورہ
کا خوب ظہور ہوا تو تمکین دین موصوف کی یہہ مظہر ٹھہری ان فتوحات اسلام سے سب
مسلمانون کی خوشی حاصل ہوئی مگر بزعم شیعہ جناب امیر اس دین سے راضی نہین رہے وہ
اپنا دین باطن مین اسکے خلاف رکہتے تہے اور اوسکو دین خاصہ اور اسکو دین عامہ
کہتے تہے اور تقیہ مین گذران کرتے تہے اور ان سب مسلمانون سے ناراض رہتے تہے کہ حق خلافت
میرا تہا ان خلفا نے غصب کر لیا ہی اور سب مسلمان اس غصب مین شریک ہین یہ اونکی
کتابون مین لکہا ہی گر مین نے کتب کا حوالہ نہین دیا کس وجہہ سے کہ یہ باتین مسلمات شیعہ
سے ہین جس صاحب کو تحقیقات منظور ہو ان کے علما سے پوچہے اگر وہ کہین کہ جناب
امیر سب مسلمانون کیطرح اس تمکین دین پسندیدہ سے خوش تہے تو کوئی تکرار باقی نرہی
اور مذہب سب شیعو نکا رد ہوا ہم بہی یہی کہتے ہین کہ جناب امیر اس گروہ صحابہ کے شامل
تہے اور اس دین پسندیدہ سے خوش ہتے اور اگر ناراضگی اور تقیہ مین رہنا اور خلافت
کے فراق مین تمام عمر کو آخر کرنا اور ان صحابہ پہ غیض رکہنا اور ظاہر مین ملا رہنا اور
دلمین عداوت رکہنا کہ جسکو نفاق کہتے ہین بیان کرین تو سمجہو کہ ان کے علما کے برابر کوئی

کوئی دشمن جناب امیر کا نہین ہی کہ جناب کو منافق اور مخالف اہل اسلام اور مسلمانون کا
قرار دیتے ہین اور مخالف گروہ صحابہ سے کہ اہل اسلام وہ ہی ہین اونکا اسلام
نہین ہو سکتا مسلمانی سے خارج ہی اور نسبت جناب امیر کے ثابت کرتے ہین اظہار دوستی
علی تقیہ مین ہی اگر تقیہ نکرین تو مسلمانون کی تلوار سے بچ نہ سکینگے تو یہ لوگ منافق ہین
فرماتا ہی اللہ اِنَّ المنافقین فی الدرک الاسفل من النار

اقول دیکھئے جادو وہ جو سر پر چڑہ کے بولے - اب کہان گئی وہ تفسیر کہ اِنَّ الذین
امنوا سے مراد ابو بکر و عمر ہین - فرمائی تو یہہ تمکین دین عام مسلمانون کی رہی یا خاص
خلفا ثلاثہ کی پس وہ لوگ کون ہین جنکے دین کی تمکین زمانہ خلفا ثلاثہ مین ہوئی اگر
پہلے ہی صحیح تفسیر مؤلف صاحب درج کر دیتے تو یہہ ندامت اونکو اوٹہانی پڑتی مگر خدا
تعالے ضرور اون لوگون کو فضیحت کرتا ہے جو خدا اور رسول پر تہمت لگاتے ہین - باقی
رہا یہہ امر کہ عمر خطاب کے زمانہ مین اتنے شہر فتح ہوئے اور اتنے کافر مارے گئے یہ کاروائی
اونہین لوگون کی ہی جنسے یا ایہا الذین آمنوا مراد ہی نہ کہ حضرت عمر کی ہان اگر حضرت
عمر نے کبہی کسی کافر کو جنگ مین قتل کیا ہو یا کبہی معرکہ آرائی کی ہو یا بحالت سرداری
لشکر کوئی گانون ہی فتح کیا ہوتا تو ایسی شیخی بگہارنی درست ہوتی اور جبکہ یہہ حضرت
ہمیشہ جنگ کے میدان سے بہاگتے رہی اور کافرونکے ڈر کے مارے غارون مین اُحد کے
دن چھپتے پہرے خیبر مین مرحب کے خوف سے دو روز متواتر بہاگے کبہی کوئی کار نمایان
اسلام مین انسے وقوع مین نہ آیا تو پہر انکی تعریف سے کیا نتیجہ برآمد ہوگا فتوحات تو اون

خلفا کے زمانہ میں بہی وقوع مین آئین جنکو اہل سنت بہی کافر اور منافق اور فاسق وغیرہ کہتے ہین جیسے یزید و مروان و عبد الملک و ولید وغیرہ خلفائے منافقین بنی اُمیہ جنکے کفر و نفاق سے مولف کو بہی یقین ہے کہ خبر دار ہونگے - اب رہی بحث دین عامہ اور دین خاصہ کی یہہ تفریق تو رسول خدا کے زمانہ سے ہے کہ مسلمانون مین ہمیشہ دو گروہ رہے ایک مومنین واثق الیقین دوسرے منافقین بے دین مومنین کا دین خاصہ کہلاتا ہی منافقین کا دین عامہ کہلاتا ہی جو کوئی وجود منافقین سے انکار کرے وہ کافر مطلق ہی کیونکہ قرآن مجید مین جسقدر ذکر مومنین کا ہے اوسیقدر منافقین کا ہے اب رہی بحث اسبات کی کہ طبقۂ اول یعنے صحابہ مین سے کون کون منافقین تہے اگر اہل سنت نے اسوجہ سے کہ وہ لوگ اونکے مذہب کے ارکان ہین اونکے نام کو چہپایا ہے لیکن خدا و رسول نے اونکی شناخت ایسی آسان مقرر کردی کہ ہر شخص بخوبی پہچان سکتا ہے جیسا فرماتا ہی اللہ جل شانہ ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب اور اس آیۃ کی تفسیر مین علماء اہل سنت نے یہہ ہی لکہا ہے - کہ بوقت جنگ تمیز مومن و منافق کی ہوجاویگی جو لوگ کہ جنگ کو چہوڑ کر میدان سے بہاگ جائین وہ منافق ہین اور جو لوگ ثابت قدم رہین وہ مومنین کامل الیقین ہین پس جملہ صحابہ کے حالات کو دریافت کرلو کہ کون کون جنگ کے میدان سے فرار ہوئے تہے شروع سے ملاحظہ کیجئے اور دیکہتے جائیے کہ اصحاب ثلثہ نے ان معرکات مین کیا کیا کارنمایان کیئے - اول غزوہ بدر ہی جسوقت لڑائی شروع ہوئی

اور میدان کارزار مین طرفین سے مبارز نکلے اور لشکر اسلام سے انصار لوگ
بمقابلہ مشرکین قریش نے اونکو واپس کیا اور کہا کہ ہمارے قوم والونکو بھیجو ہمسے لوگ سے
لڑائی ہی نہ کہ تمسے حالانکہ حضرات خلفاء ثلثہ بوجہ نام آوری زیادہ مستحق تھے کہ سب سے
پہلے مبارز طلب کرتے مگر دیکھئے حضرت عثمان تو اصحاب اہل بدر مین داخل ہی نہین
ہین وہ تو لشکر مین موجود ہی نہ تھے۔ رہی شیخین وہ بخوف کفار قریش رسول صلعم
مین جا چھپے اور باقی روساء مہاجرین مین سے کوئی اونکے مقابلہ کو نہ نکلا فقط خاندان
رسول صلعم جنگ کے لئے نکلے یعنی ایک آپکا چچا حضرت حمزہؓ اور دو آپکے ابن عم
ایک علی مرتضیٰ دوسرے ابو عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب اور تمام آدمان قریش کو
قتل کیا۔ شیخین نے وہ نقل کی کہ کوئی لشکر جنگ پر جاتا تھا اوسمین دو چار نامرد بزدلے
مگر شیخی خورے بہی تھے بظاہر یہہ تو نکہہ سکتے تھے کہ ہم جنگ سے ڈرتے ہین سپاہیون سے
یون فرمانے لگے اے میان کوئی ڈیرہ کی حفاظت پر بہی رہیگا یا سبکے سب لڑائی پہ
چلے جاؤ گے ڈیرہ کیا کیسکو کہا جائیگا دیکھو ہم ہی ڈیرہ کی حفاظت پر رہتے ہین دوسرے
جنگ اُحد سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے اور کوئی ثابت قدم نہ رہا جو شہید و زخمی ہوئے وہ
نہین بہاگے باقی سب صحابہ بہاگ گئے وہ حضرت روم شام کی فتح کے نقارے بجانے
والے خود فرماتے ہین کہ مین پہاڑ پر ایسا بہاگا جاتا تہا جیسے بز کوہی چوکڑیان بھرتا ہی
ان بہاگے ہوؤن مین سے انصار اور بعض مخلصین مہاجرین یعنے فقراء صحابہ جو بسبب دہشت
صعوبت جنگ نہ لاسکے تہے تھوڑی دیر بعد واپس آگئے مگر خلفائے ثلثہ وغیرہ سیدھے

ابن ابی پاس پہونچے اور اسلام سے توبہ کی اور بت پرستی پر عود کرنیکا وعدہ کرکے ملتجی ہوئے کہ ابوسفیان سے ہماری سفارش کردے کہ وہ ہمکو مکہ مین رہنے دے جسکا ذکر صاف صاف تفاسیر اہلسنت مین موجود ہی اور حضرت عثمان چونکہ محتاج کیسیکے سفارش کے نہ تھے ابوسفیان آپکا بڑا بھائی تہا یہہ تو میدان جنگ سے ہی ابوسفیان کی رفاقت مین مکہ کو چلدیے اور دین اسلام پر فاتحہ خیر پڑہ گئے تین دن کے بعد پشیمان ہوکر مدینہ مین واپس آگئے۔ غزوہ خندق مین روسا مہاجرین نے عمرو بن عبدود سے لڑنیکا صاف انکار کردیا اور تین بار رسول صلعم نے سب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس سے لڑنے نکلو اور تین بار خاص حضرت عمر سے خطاب کیا مگر صاف انکار کرگئے تب حضرت نے اوسکو قتل کیا۔

غزوہ خیبر مین تین روز متواتر ایک گروہ مسلمانونکا سردار کرکے حضرت ابوبکر و عمر کو حضرت نے بہیجا اور تینون روز یہہ دونون مرحب کے خوف سے بہاگ آئے جب اگلے دن رسول خدا نے فرمایا کہ کل مین علم لشکر ایسے کرار غیر فرار کو دونگا جو خدا و رسول کو دوست رکہتا ہی اور خدا رسول اوسکو دوست رکہتے ہین وہ بغیر فتح کئے ہوئے نہ لوٹیگا چنانچہ چوتہے روز حضرت علی نے جاتے ہی قلعہ خیبر اوکہاڑ ڈالا اور فتح نمایان حاصل کی اس خبر سے معلوم ہوا کہ مغرور لوگ دشمن خدا ورسول تھے اور خدا و رسول اونکو دشمن رکہتے تہے اور یہہ ہی صفت منافقین کی ہی۔ اسکے بعد غزوہ حنین مین دیکھئے کہ سوائے خاندان رسول صلعم کے دس آدمیون کے سب صحابہ خصوصاً

اصحاب ثلاثہ مغرور ہوگئے —

اگر ان حالات کے معلوم ہو جانیکے بعد بہی کسی بدنصیب ازلی اور ناشدنی کو تمیز شناخت مومن و منافق کی ہو تو سمجھہ لو کہ خسر الدنیا والآخرہ کی مصداق ہی علاوہ معارک جنگ کے ایک دوسری شناخت مومن و منافق کی رسول اللہ صلعم نے یہہ بتلائی ہے۔ جیسا کتب اہلسنت مین مرقوم ہے کہ جو علی مرتضی کو دوست رکہتا ہی وہ مومن ہی اور جو دشمن رکہتا ہی وہ منافق یعنے۔ لا یحبہ الا مومن و لا یبغضہ الا منافق پس وہ لوگ کہ جنہون نے حضرت علی مرتضی کا حق غصب کیا اور اکثر اونکے قتل کی فکر مین رہی اور اونکے حقوق و مناصب کو اونسے روکا یا ایسے لوگون کی جو ممد و معاون ہوئے اور باوجود حکم خدا حضرت علی کو مثل خدا اور رسول کے ولی مومنان نہ سمجھا اور بحکم رسول صلعم اپنا مولا قرار ندیا اور بحکم حدیث ثقلین اون سے تمسک نکیا اور بحکم نص مودت اونسے محبت نہ رکہی اور بحکم حدیث سفینہ دریائے ضلالت مین غرق آب ہوگئے اور بحکم حدیث حطہ حضرت علی کے دائرہ متابعت سے خارج ہوکر کافر ہوگئے اور بموجب حدیث ائمہ حضرت علی کو چہوڑکر فجار کو اپنا پیشوا بنانے سے فاجر ہوگئے اونکے منافق ہونے مین کس مومن کو کلام ہے اگر کلام ہی وہ بہی منافق ہے ہمنے احادیث کے نام اشارات اسلئے لکہے ہین کہ یہہ جملہ احادیث مفصل اعلان الہدی و انوار الہدی و شمس الضحی وغیرہ تالیفات حقیر مین منقول ہین اور جو جو مراتب سائل نے اپنے رسالہ مین لکہے ہین وہ مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی کی اظہار الہدی

سے نقل کیئے ہین اور اونسکی تردید شمس الضحیٰ وغیرہ مین موجود ہی چونکہ علمائے اہلسنت
جواب الجواب سے تو قاصر ہین پہر بیکار کیا کرین بقول شخصے ایکی کپڑے آدمیڑا دہیڑ
کر سیتے ہین مگر یہہ امر حیا اور عزت کے بالکل مخالف ہی کہ جو جواتوال سو سو مرتبہ رد
ہو چکے ہین اونکو ہی پہر بکنے لگتے ہین اگر حوصلہ جواب الجواب کا نہین ہی تو کسیکی زبردستی
نہین کہ خواہ مخواہ کچھہ تحریر فرمانا ہی فرض ہے۔ پس جبکہ بموجب حکم خدا و رسول
یہہ بات قرار پاگئی کہ جو شخص حضرت علی سے دشمنی رکہی یا حضرت علی اوس سے دشمنی
رکہین وہ صریح کافر مطلق ہی اوسکی نجات کی کوئی سبیل نہین سیدہا جہنم کو سدہاریگا
کیونکہ اہل سنت حضرت ابوبکر سے روایت کرتے ہین فرمایا رسول صلعم نے کہ کوئی
شخص صراط سے بغیر جایزہ علی مرتضیٰ کے گذر نہ سکیگا پہر نہین معلوم کہ صاحب رسالہ نے
یہہ کیا عقلمندی کی کہ اصحاب ثلثہ سے دشمنی حضرت علی کی تسلیم کرلی۔

قولہ ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا حضرت عثمان غنی کے عہد مین اسقدر دور اونکی
عملداری تہی کہ گیارہ مہینے کے راستہ پر لشکر کی رسد جاتی تہی اور اتنی دور تک کچھہ کا خوف نکا
خوف و خطر نہ تہا رسد امن و چین سے چلی جاتی ہی شیعہ کہتے ہین کہ علی مرتضیٰ کو اسقدر
خوف رہتا تہا کہ ہمیشہ تقیہ مین گذران کرتے تہے خلافت کا لیلینا برطرف اپنا استحقاق
خلافت بہی ظاہر نہ کرسکے فدک چہین لیا کچھہ نکرسکے حضرت فاطمہ زہرا پہ دروازہ
گرا دیا بعضے کہتے ہین کہ شکم پر لات ماری اور محسن علی شکم مین تہے اونکا اسقاط ہوگیا
اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے شہادت بہی اسمین ہوئی تو بہی کچھہ نکرسکے اور

اور اپنی حق کو مارے خوف کے ظاہر نہ کر سکے پیچہے اونکے ہمیشہ نمازین پڑہتے رہے
اور بعد فوت شیخین کے اون مردون سے ڈرتے رہے اپنی خلافت مین کسیطرح کا
مسئلہ مذہب خاصہ کا جو شیعہ کا مفترا ہی ظاہر نہ کر سکے اور ہمیشہ سیرت شیخین پر
عمل کرتے رہے اور اپنا جمع قرآن بہی نہ جاری کیا اور اس قرآن جمع عثمانی کو جاری
رکہا اور متعہ کو بہی نہ جاری کیا تراویح بزعم شیعہ بدعت عمری ہتی وہ بہی قائم رکہی
خوفنا کی جناب امیر کی کہان تک بیان ہو کہ انکا سارا مذہب خوفناکی ہی سے پیدا
ہوا ہے پس وعدہ الٰہی نسبت تبدیل خوف کے امن سے جناب امیر مین کسوقت ظاہر
ہوا کہ موعود من اللہ یہہ بہی ہون اور اور کوئی کہ جنکے حق مین وعدہ وفا ہوا اور
اونکا خوف بدل گیا امن سے ہون۔

اقول حضرت یزید کے عہد مین اس سے بہی زیادہ دور دور ملکون مین عملداری
اسلام ہتی پہر اس سے کیا فائدہ نکلا اگر مولف صاحب حقیقت حال سے آگاہ ہوتے
توضرور خیال کرتے خوف مومنین صالحین پر کہ ابوذر رضی اللہ عنہ اور عمار یاسر
اور عبد اللہ ابن مسعود وغیرہ اخیار صحابہ پر عہد حضرت عثمان مین کیا کیا مصیبت
پڑی اور ہر مرد صالح کو کیا کیا اذیت دی گئی اور کس کس طرح اونکا ہتک کیا گیا اور
منافقین اور فاسقین کو کسطرح جاگیرات و انعامات عطا ہوئے ان خلفا کی عملداری
مین مومنین مخلصین کو ہمیشہ خوف رہا وہ زمانہ جسمین مومنین صالحین کا خوف
جاتا رہا ہتا زمانہ رسول صلعم ہتا اور ان خلافتون مین کوئی زمانہ مومنین مخلصین

اور اہل بیت رسول رب العالمین کے خوف زائل ہونیکا نہین رہا۔ ان خلافتون
کی بابت صاف پیشین گوئی پیغمبر صلعم کی ہی =
الائمۃ من القریش ابرارہا امراء ابرارہا و فجارہا امراء فجارہا پس
جمیع ابرار قریش علی مرتضی کو اپنا امام مانتے رہی اور فجار غیرون کو سردار مانتے
رہی اور یہہ امر صریح عدم واقفیت سائل پر دال ہی کہ حضرت علی نے سیرت شیخین
اختیار کی جو شخص اوس زمانہ کے حالات سے واقف ہی خوب جانتا ہی کہ بقول
اہل سنت حضرت علی نے اس شرط پر کہ سیرت شیخین اختیار کرین خلافت قبول
نہ کی کیونکہ سیرت شیخین بدعت سیئہ تہی۔ حضرت عثمان نے کوئی قرآن جمع نہین
کیا یہہ ہی دلیل نا واقفی مولف کی ہے بلکہ قرآنون کو جلایا ہے۔ بدعت تراویح
کو حضرت علی نے کبہی جاری نہین فرمایا نہ متعہ کو بند کیا بلکہ متعہ کو منع کرنے والیکی نسبت
کفر کا فتوی دیا ہے اور صریحا ظاہر ہے کہ جو شخص حکم خدا کا مخالف ہی وہ کافر ہی =
قولہ۔ یعبدوننی۔ ترجمہ عبادت کرینگے میری۔ عبادت کرنے کی نسبت جمیع خلفاء
راشدین کیطرف اور اونکے اتباع کیطرف ہی کہ جمع کے صیغہ سے ارشاد فرمایا ہی جہاد
کرنا کافرون سے یہہ بہی عبادت ہی ہی لیکن جناب امیر کو بطفیل صحابہ اور خلفاء ثلثہ
بعد فتوحات اسلامیہ کے سامان ذکر الہی کا خوب میسر آیا چنانچہ چارون خاندانون
کو پہونچا ہے اور شیعہ الٰہی خاندانون مین نہین اور خلفاء راشدین مین ہونا جناب امیر کا
ثابت ہو گیا بزعم شیعہ موعود من اللہ ہونا جب ثابت ہو کہ جب جناب امیر مذہب

خاصہ علامت خلفاء ثلاثہ نہ کہتے ہون اور سنت و جماعت کے نزدیک کوئی مذہب خاصہ تقیہ نہین رکہتی تہی بلکہ انہین ہی شامل تہی تو خلفاء راشدین اور موعود من اللہ دین یہی تہی اور جو فضیلتین خلفاء راشدین کو اس وعدہ مین ثابت ہین وہ جناب امیر کو بہی ثابت ہین ۔

اقول ۔ سبحان اللہ باابن ہمہ دانش آپ ترجمہ قرآن مین بہی تصرف کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ آپکو ترجمہ کرنا ہی نہین آتا ۔ مولوی جہانگیر خان صاحب کی اظہار الہدیٰ سے نقل کیا ہے اور ہمنے شمس الضحےٰ مین اس ترجمہ پر اعتراضات کئی ہین اوسکا کچھہ جواب مولف صاحب نے ندیا اور بکمال حیاداری سے ترجمہ مردودہ کو پہر لکھدیا ان لوگونکو مطلق خدا کا خوف نہین کلام ربانی کی تحریف و تبدیل کرتے ہین اور پہر دعویٰ مسلمانی ہے صحیح یہہ ہے کہ ۔ عبادت کرین میری کیونکہ یعبدون بصیغہ مضارع ہے اگر بصیغہ استقبال ہوتا اور یہہ معنے ہوتے کہ ایمان تو زمانہ گذشتہ مین لے لئے ہین اور عبادت میری زمانہ آیندہ مین کرینگے تو اس سے معلوم ہوا کہ فی الحال وہ سبکے سب تارک عبادت ہین اور کافر مشرک ہین پس جبکہ بصیغہ مضارع ہی تو صاف معنی یہہ لکہے جاوینگے کہ اونکو چاہیئے کہ بعد اس میرے احسان کے میری ہی عبادت کرین اور میری ذات مین کسیکو شریک نہ کرین اور اگلی آیت کے ترجمہ سے صاف یہہ معنے سمجھہ مین آجائینگے ۔ دیکھیئے ترجمہ مین بہی تحریف کرنا بالکل ویسا ہی گناہ ہے جیسا الفاظ قرآن مین تحریف کرنا ہے ۔ پس جس گروہ کو قرآن مین تحریف کرنیکا کچھہ خوف نہین اونکی اور کس بات کا اعتبار کیا جائیگا نعوذ باللہ من ذلک

اور طرہ یہہ ہے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد اور آپ ان آیات وعدہ کو فقط خلفا کی
شان مین نازل ہونا کہہ رہی مین یہان اتباع بہی شامل ہوگی اور غالب ہے کہ
تہوڑی دیر مین ڈر کے مارے خلفا کو قطعی ان آیات کے مصداق سی خارج کرینگے
کیونکہ آخری آیت یہہ ہے ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ہم الفاسقون - اس
آیت کے بموجب اون خلفا موعود کو کافر اور فاسق ماننا پڑیگا - طرفہ تر یہہ ہی کہ
مولف صاحب فرماتے ہین کہ خلفا راشدین مین حضرت علی جب داخل ہون جبکہ
مثل مفرورین بدر اُحد وخیبر وحنین کی مذہب عامہ رکہتے ہون خدانخواستہ حضرت
علی ایسے خلفائے مین کیون معدود ہونے لگے ہین وہ تو خلیفہ اول بلافصل امام
برحق نائب رسول ہین اور خلفا آپکے یعنے سنیونکے بارہ امام یہہ ہین آبوبکر عمر
عثمان معویہ یزید مروان عبدالملک ولید وغیرہ ہین ۔
قولہ - لایشرکون بی شیئا ہہین شریک کرینگے میری ذات مین کسی ذات کو یہہ
دلیل ہے اوپر خلفائی موعود من اللہ کے خاتمہ بخیر ہونے کے اور ابتدا ایمان سے
لغایت جان بحق ہونے تک ثبوت ایمان اور لزوم کلمہ تقوی کے کس سبب کہ
لفظ آمنوا وعملوا الصالحات کو بصیغہ ماضی بیان فرمایا ہی اور یعبدون اور لایشرکون
کو بصیغہ مضارع یعنے زمانہ حال و استقبال مین تعبیر کیا معلوم ہوا کہ تینون زمانے
اونکے ایمان اور عمل صالح سے خالی نہین ہونیگی اور شرک بہی اون سے نہین ہونیگا
اقول یہہ بہی تصرف مولف کا ہی اور صریحاً ترجمہ مین تحریف کی ہی جس سے کفر عاید

ہوتا ہی اسکا ترجمہ صحیح یہہ ہے کہ نہ شریک کرین میری ذات مین کیکو اب یا آیندہ
گویا نہی ہے شرک سے نہ کہ پیشین گوئی اور طرفہ یہ ہے کہ خود ہی لایشرکون کو بصیغہ
مضارع قبول کرتے ہین اور ترجمہ بصیغہ استقبال مین لکہہ ہے ہین کہ یعنے یہہ لوگ
فی الحال تو مشرک ہین مگر آیندہ شرک سے توبہ کرلینگے اور ایمان زمانہ گذشتہ مین لے
آے ہین بہلا خدا اور رسول پر تہمت رکہنے والا کہی فضیحت ہونیسے یا پشیمانی سے بچ سکتا ہے
ہرگز نہین اگر مولف رسالہ باعزت شخص ہین تو لازم ہی کہ پہر کبہی ایسے ذلیل امور کا
ارتکاب نہ کرین —
مولف صاحب نے یہہ جو تحریر فرمایا ہے کہ یہہ آیت خلفا کے خاتمہ بخیر ہونیکی دلیل ہے
صریحاً غلط ہی کیونکہ خاتمہ کا حال اس سے اگلی آیت مین درج ہی یعنے ومن کفر بعد ذلک
فاولئک ہم الفاسقون یعنی اللہ تعالے فرماتا ہی کہ شخص موعود جب بعد ایفائی اس وعدہ
کے کافر ہوجائیگا تو وہ بہت ہی بڑا فاسق شمار کیا جائیگا اہل انصاف غور فرماوین کہ
مولف رسالہ نے اس آیت کو جو حضرت ابوبکر سے منسوب کیا ہی اونکے اور اہل سنت
کے لئے کیا فائدہ پیدا کیا اور نیز جو ترجمہ مولف نے یعبدوننی ولا یشرکون بی
شیئا کا کیا تہا کہان درست رہا —
صریحاً تحریف ظاہر ہوگئی اور جو جو تاویلات اس بنیاد پر مولف نے لکہی تہی سب
غلط ہوگئین زمانہ ماضی کا ایمان اور عمل صالح اور زمانہ حال و استقبال کا عبادت خدا
وعدم شرک سب خاک مین ملگیا = اور یہہ امر ہی تو غور طلب ہے کہ اگر خداوند تعالے

ان لوگون کی نسبت یہہ پیشین گوئی فرماتا کہ یہہ لوگ میری ہی عبادت کرینگے اور میرا شریک کسی کو نہ گردانینگے تو اسکے بعد یہہ کیون فرماتا کہ اگر کوئی اسکے خلاف کریگا تو وہ بڑا فاسق ہے اس سے ظاہر ہوا کہ عبادت خدا و عدم شرک کی ہدایت سے پہلے زمانہ مین فقط اہل فضل و کمال تالیفات کیطرف متوجہ ہوا کرتے تہے لیکن فی زمانہ اس تصنیف و تالیف کے ایسے وباء عظیم پہیلی ہے کہ ہر شخص کو دعویٰ تصنیف و تالیف ہو گیا حتیٰ کہ جن لوگون کو چار ورق کے رسالے مین یہہ تمیز ہنین رہتی کہ ابہی چند سطور پیشتر ہم کیا لکہہ آئے ہین اور اب اوسکے برخلاف کیا لکہہ رہے ہین =

قولہ اور الزام کلمہ تقوےٰ عبارت اسی سے ہی جو فرماتا ہی اللہ تعالےٰ والزمہم کلمۃ التقوی وکانوا احق بہا واہلہا - یعنے لازم کیا اونکو کلمہ تقویٰ کا اور وہ تہے ہی اسکے لائق اور اہل اوسکے اور اس سے رد ہوا قول شیعون کا کہ ہمہ صحابہ مرتد شدند و از دین برگشتند -

اقول مؤلف نے خبر کو کچہہ خبر ہنین حالانکہ اسی آیت کے رو سے صحابہ کا عدم ایمان ثابت ہو گیا کیونکہ کلمہ تقوےٰ سے مراد حضرت علی مرتضیٰ ہین بموجب روایات صحیحہ اہل سنت کے اور جو لوگ ملازم کلمہ تقوےٰ رہے وہ فقط اصحاب شیعیان علی ہین نہ کہ خلفا اور اونکے معاون لوگ کیونکہ وہ تو برخلاف کلمہ تقویٰ کے تہے اور ثبوت اس امر کا کہ کلمہ تقویٰ حضرت علی ہین یہہ ہے کہ حافظ ابو نعیم کہ محدثین اہلسنت ہین اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء مین روایت کرتے ہین ؎

قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ عہد الی فی علی عہدا فقلت یا رب بینہ لی فقال اسمع فقلت سمعت فقال ان علیا رایۃ الھدی وامام اولیای ونور من اطاعنی وھو کلمۃ التی الزمنہا المتقین فمن احبہ احبنی ومن ابغضہ ابغضنی فبشرہ بذلک فبشرہ الخ پس ظاہر ہے کہ بعد وفات رسول صلعم جسوقت حضرت ابو بکر و عمر نے حق مرتضوی غصب کیا تو سب اصحاب آپ سے بدل گئے اور حضرت ابو بکر کے طرفدار ہوگئے بجز معدودے چند انصار اور فقرا مہاجرین کے مثل سلمان فارسی وابوذر غفاری و عمار یاسر و زبیر و عباس وغیرہم کے اور باقی اصحاب نے جبکہ روتابے کلمۃ اللہ سے کی ضرور کافر ہوگئے گو بظاہر طریقہ اسلام پر چلتے رہے ہون پہر شیعون نے کیا جہونٹہ بولا اور جبکہ شیعون کا زور ہوا اور انصار کافی حضرت مرتضی کو بہم پہونچے حضرت عثمان کو بہی بقول معویہ و بی بی عایشہ وغیرہ قتل کرادیا اور طلحہ و زبیر کو ہلاک کیا اور بہت بڑا گروہ صحابہ و تابعین کا ملازم کلمہ کا ہوگیا۔ پہر جو موئف نے بحث صحت ایمان و عمل صالح خلفا کے آیت تمکین فی الارض سے کی ہی سراسر لغو ہے کیونکہ اگر خدا تعالے تصدیق ان لوگون کی ایمان و عمل کی کرتا تو پہر یہہ کیون فرماتا کہ انمین سے جو کوئی کافر ہوگا وہ بڑا ہی فاسق ہوگا۔

قولہ من کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون ۵ اور جو کوئی کہ پہر جاویگا بعد اسکے پس وہ لوگ وہی ہین بے حکم یعنے حکم الٰہی سے باہر ہوجانیوالے یعنے اللہ تعالے نے جب مسلمانون کی دولت دی کہ جب پیغمبری ادمنین آئی تو وہ ایمان لائے اور جب

پیغمبر نے اونکو احکام پہونچائے تو اونپر عمل صالح کیئے اور جب کافرون نے اونکو اپنے وطن مین ایذا دی تو اوہنون نے اوس وطن کو چہوڑ کر یعنے مکہ کو مدینہ مین چلے گئے اور مدینہ والون نے اونکو مدد دی بشمول اونکے کافرون پر جہاد کئے اور فتح پائی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اوترا اور دین کامل ہوا تا ایندم کوئی خلیفہ مسلط فے الارض یعنے بادشاہ نہوا تہا کہ تمکین اس دین کی ہوجاتی اور آسایش مسلمانون کو حاصل ہوجاتی پہر بالبدل ایمان اور عمل صالح اور جہاد اور ہجرت اور ایذا اوٹہانے کی کافرون سے وعدہ دیا کہ تمکو بادشاہت مع نیابت پیغمبری کے ہی ہوگی اور اوسکو وفا بہی فوراً کیا یعنے بعد پیغمبری کے فوراً خلافت دیدی کہ اوسکے سبب تمام کافرتہ تیغ ہوگئے یا اکثر کہ اکثر ہی حکم کل کا رکہتا ہی اور کیسی فتوحات ہوئین کہ دین تمام یا اکثر ملکو مین پہونچ گیا پہر اوس دولت کو بعضے لوگون نے دولت نہ سمجہا اور اسمین تفرقہ ڈالنے کو موجود ہوئے اور خلیفون پر بیہودہ اعتراض کرنے لگے پس خلفاء ثلثہ اولین پر اعتراض کرتے کرتے رافضی ہوگئے یعنے اپنے امام زید ابن علی زین العابدین ابن حسین ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو میدان مین بمقابلہ خارجیون کے چہوڑ کر بہاگ گئے وجہ اوسکی یہہ ہوئی کہ ایک شخص برا کہتا تہا ابو بکر صدیق کو اوسنے اقرار کیا کہ حضرت فاطمہ زہرا نے ایک ہبہ نامہ ابو بکر صدیق کے سامنے پیش کیا تہا اوسپر گواہی علی مرتضےٰ اور ام ایمن اونکی بہن کی تہی سو ابو بکر نے یہہ ہبہ نامہ منظور نہ کیا کہ اسمین گواہی ایک مرد اور ایک عورت کی ہی اور اللہ تعالے نے قرآن مین دو مرد یا ایک مرد دو عورتین

فرماتا ہے حضرت زید شہید نے اوسکو جواب دیا کیا قباحت ہوئی اگر ابو بکر نے یہہ کہا
اُقِرُّ حُلُّ وَاُمْرَةٌ تستحقینا کیا تم ایک مرد اور ایک عورت سے مستحق ہوجاؤ گے اگر یہ
معاملہ میرے پاس آتا تو مین بہی یہہ ہی جواب دیتا تو شیعون نے جو حضرت زید شہید
کے ساتہہ یہہ سمجہہ لیا کہ یہہ ہمارے کسی اعتراض کو نسبت خلفا ثلثہ کے لگنے نہین
دینگے پس اونکو میدان مین چہوڑ کر فرار کر گئے حضرت زید نے یہہ کہا ترفضنا ہم
الروافض یعنے چہوڑ دیا ہمکو اور وہ لوگ رافضی ہین - اور طبرانی اور ذہبی مین ہے
کہ ابراہیم بن حسن ابن حسن بن علی مرتضی رضی اللہ عنہم نے اپنے باپ سے اونہون نے
اپنے دادے سے روایت کی ہے کہ فرمایا علی بن ابیطالب نے ظاہر ہوگی آخیر زمانے
مین ایک قوم کہ نام رکہی جائیگی رافضی چہوڑ دینگے اسلام کو اور دارقطنی مین علے
مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جلد ایک زمانہ آویگا
بعد میرے ایک قوم آویگی لقب کیا جاویگا اونکا رافضی پہر اگر تو پاوے اونکو قتل کر
اونکو کہ وہ مشرک ہین کہا مین نے یارسول اللہ کیا علامت اونکی ہوگی فرمایا
زیادتی کرینگے تجہہ مین وہ چیز کہ تجہہ مین ہوگی اور ایک روایت مین یہ اور آیا ہی
کہ وہ ظاہر کرینگے محبت ہماری اہلبیت کی اور نہین ہونگے ایسے اور سیرت اونکی
یہہ ہے کہ برا کہینگے ابو بکر و عمر کو اور حضرت فاطمہ زہرا اور ام سلمہ سے ایسے ہی ثابت
ہوا ہے پس ثابت ہوا کہ مصداق من کفر بعد ذالک کے یہہ لوگ ہین اور بعضے
لوگون نے جناب امیر سے پوچہا کہ ہم ابو بکر صدیق کے ساتہہ ہوکے کافرون سے لڑے

اور غنیمتین پائی اور بندیون پر کاربند ہوئے ایسے ہی عمر خطاب کے ساتھ ہوکر کافرونسے
لڑے اور غنیمت وسبی ہمارے ہاتھ آئین اور اسیطرح عثمان غنی کے ساتھ ہمکو اتفاق
ہوا اور جبسدن سے ہم تمہارے ساتھ ہوئے اور امیر معاویہ سے لڑائی کا اتفاق ہوا
تمنے ہمکو غنیمت وسبی سے بالکل محروم کردیا وجہ کیا ہی جناب امیر نے فرمایا کہ اتفاق لڑائی
کافرون سے ہوا ہی اور مجھکو اتفاق لڑائی کا باغیون سے اور یہہ گروہ ہمارے بھائی ہین
باغی ہو گئی ہین ہمسے نہ کافر ہین نہ فاسق بسبب حرمت اسلام اور ایمان کے انکی غنیمت
وسبی جائز نہین ہوسکتے اعتراض کیا کہ اونکو قتل کیون کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالے
قرآن شریف مین فرماتا ہے۔ من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم یعنے جو کوی مار یگا
مومن کو قصد کرکے تو جزا اوسکی جہنم ہی فرمایا اس سے مراد بحیثیت ایمان مارنا ہی یعنے بسبب
ایمان کے قتل کرتے ہون تو جزا اونکی دوزخ ہی ہم اونکو بسبب ایمان کے نہین قتل
کرتے بسبب بغاوت کے قتل کرتے ہین اور یہہ قتل کرنا بہ سبب بغاوت یا قصاص
یا قزاقی یا تعزیر وغیرہ مین مسلمانون مومنون کو بہین جائز ہی اور لڑنا درست
خارجیون کی یہہ بات سمجھہ مین نہ آئی اور رافضیون کیطرح دین سے پلٹ گئے
اور لڑنے پر آمادہ ہوئے اور خلیفہ رابع سے پھر گئے یہہ لوگ سب من کفر بعد
ذلک فاولئک هم الفاسقون مین داخل ہین اور شیعہ جناب امیر کو خلافت
خلفاء ثلثہ سے پھرا ہوا تبلاتے ہین وعبد ومن کفر کو جناب امیر پہ لازم کرتے ہین
کہ جناب امیر ہمیشہ ان سے بغض رکھتے تھے اور تقیہ مین زندگانی گذرانتے تھے تو

اول کفران نعمت خلافت کے کرنیوالون مین اور خلفاء ثلثہ کے نہ ملنے والونمین اور اس دولت عظمیٰ سے محروم ہونیوالون مین اور ناشکری کرنے والون مین جس ناشکری پر تفریع اللہ تعالےٰ نے فاولئک ہم الفاسقون کر رکہی ہتی بیرایہ دوستی کے لاکہہ دشمنون سے زیادہ کام کرتے ہین ایسا زیادہ دشمن کوئی جناب امیر کا نہین ہو کہ اونکے دین کے بہی دشمن ہین اور دنیا کے بہی کہ عاجز اور مغلوب ہمیشہ اونکو دنیا مین بتاتے ہین اور اون دین دارون مین جو لوگ تابع قرآن و حدیث و صحابہ رسول اللہ اور دین اسلام کے جاری کرنے والے اور کفر کو جہان سے دور کرنے والے اور اصل اہل السلام عبارت اونسے ہی ہی اور فتوحات اسلامیہ عبارت فتوحات صحابہ سے ہے جو اونکو کافرون پر ہوئین ایسے لوگون سے جناب امیر کو بیرا ہوا اور چہپانیوالا مذہب خاصہ اپنی کو بتلاتے ہین ۔

اقول سبحان اللہ اب بجائے خلفاء کے جملہ مسلمان آگئے اسی سے مراد ہے ۔ انچہ دانا کند کند نادان ہی لیک بعد از حصول رسوائی ہی اب مولف صاحب فرمائین کہ وہ پہلی تفسیر و تاویل کہان گئی کیون نہین اس آیت کے مصداق حضرت ابوبکرؓ کو بتاتے بہلا اب یہ گریبہ اونکا کب ممکن ہوگا اگر یہہ آیات ابوبکر کی شان مین ہین اور ابوبکر سے ہی بقول آپکی وعدہ کیا گیا ہے تو اس حکم سے ابوبکر کیونکر خارج ہو سکتے ہین دیکہئے جہالت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ تہوڑی ہی دیر بعد وہ سب تفسیر و تاویل مولف صاحب بہول گئے اور ان آیات کے مصداق مخالفان خلفاء کو بتلانے لگے ایسے خام مناظرہ کی تحریر کا جواب

دینا بھی ننگ و عار سے خالی نہین مگر مجبور کیا کیا جائے سفارش زبردست ہوئی
کہ جواب لکھنا پڑا - مولف نے جو امامت زید بن علی کا ذکر کیا اسمین بھی مولف کی
ناواقفی ثابت ہوئی کہ شیعیان مخلصین اہل بیت پیغمبر نے حضرت زید کو کبھی اپنا امام
نہین کیا بلکہ بعض اجلاف کوفہ مثل غوغائیون کے اونکے ساتھہ ہوگئے تھے متابعین
مین سے جو اونکو امام مانے ہوئے تھے اور جو اونکو چھوڑ کر بھاگے ہین بڑے رئیس
اونکے تو حضرت امام ابوحنیفہ کوفی اور اونکے پسر حماد اور اکثر عزیز و اقربا اونکے تھے
یہہ ہی لوگ بوجہ عداوت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضرت زید کے ساتھہ جمع
ہوگئے تھے اور حضرت زید کو خروج پر آمادہ کردیا اور مطلب ان مفسدون کا امامت
حضرت زید سے یہہ تھا کہ کسیطرح مذہب شیعہ مین رخنہ ڈالا جائے یعنے حضرت زید
بطمع خلافت سب لعن اصحاب ثلثہ پر کرنا چھوڑ دین اور عوام پر ظاہر ہوجائے
کہ اکابر اہل بیت اصحاب کا سب و لعن جائز نہین جانتے ہین جیسا کہ خلفاء عباسیہ
نے بطمع خلافت طریقہ آباو اجداد کو چھوڑ کر تسنن اختیار کیا تھا مگر حضرت زید نے
یہہ بھی نہین کیا وہ برابر تبرائی شیعہ تھے مگر بوجہہ اعانت ابوحنیفہ اور اونکے
گروہ کے فقط تسلط حاصل کرنے کے لئے یہہ مشہور کردیا کہ حضرت زید اصحاب کو برا
نہین کہتے حالانکہ بموجب عقیدۂ زیدیہ حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ بلافصل ہین خلافت
رسول صلعم سوائے اہلبیت پیغمبر یعنے علی و آل علی اور کسیکا حق نہین پس جبکہ یہہ عقیدہ
حضرت زید کا تھا تو پھر تبرائی شیعہ ہونے مین کیا کلام رہا یعنے جبکہ وہ اسبات کو

تسلیم کرچکے کہ اصحاب ثلاثہ نے بغیر کسی حق کے خلافت کی تو غاصب حق اہلبیت
اور ظالم ثابت ہوگئے اور اسی عقیدہ کی وجہ سے معاونان حضرت زید جنکو شیعہ
زیدیہ کہتے تھے کہ اکابرین مین جس گروہ کے امام ابوحنیفہ تھے جواب اہل سنت کی
امام فقہ ہین حضرت زید کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اگر لفظ رافضی حضرت زید نے
کہا تو اپنی گروہ کو کہا نہ کہ شیعیان حضرت جعفر صادق کو اور شیعہ زیدیہ وہ لوگ تھے
جواب سُنی کہلاتے ہین یعنی ابوحنیفہ خود زیدیہ تھے اور یہہ ہی وجہہ ہی کہ متاخرین اہل سنت
نے امام ابوحنیفہ کو عقائد مین اپنا پیشوا نہین مانا بلکہ فقط فقہ مین پیشوا مانا ہی اور عقائد
مین تمام حنیفہ ابومنصور ماتریدی کو اپنا پیشوا بنائے ہوئے ہین جیسے شافعیہ ابوالحسن
اشعری کو پس اس اعتبار پر اطلاق لفظ رافضی امام ابوحنیفہ اور اونکے پسر حماد اور
اونکے باقی جماعت پر جو حنیفیہ کہلاتے ہین عاید ہوا نہ کہ شیعۂ اثنا عشریہ پر۔
اور غور بھی تو کرنا چاہیئے کہ تمام اکابر علمائے اہل سنت اسبات کو تسلیم کرتے آئے
ہین کہ حضرت زید اور اونکے متابع جو زیدیہ کہلاتے ہین وہ اصحاب ثلثہ سے تبرا
نہین کرتے اور اونکا گروہ اسیوجہ سے اہل سنت کے نزدیک ممدوح سمجھا جاتا ہی
اور ظاہر ہی کہ اونکا گروہ تھا جو اونکو امام برحق مانے ہوئے تھا اور اصحاب ثلٰثہ سے
تبرا نکرتا تھا پھر اسبات کو کون بیوقوف تسلیم کریگا کہ اونکے گروہ کے لوگ اسوجہ سے
چھوڑ کر چلے گئے کہ وہ اصحاب ثلثہ پر تبرا نہین کرتے کیونکہ بہر حال اوس گروہ کا اعتقاد
لڑائی سے پیشتر اپنے امام کی نسبت قائم ہوچکا تھا بہرحال صحیح یہہ بات تھی اونکے

متابعین کو یہہ دہوکہ ہوا تہا کہ حضرت زید برخلاف اپنی باپ اور بہای اور بہتیجہ کی
اصحاب ثلاثہ سے تبرا نہین کرتے ہین مگر جبکہ اونکو یہہ معلوم ہوا کہ ہمارے امام تو
خلافت ثلاثہ کو ناجائز سمجہتے ہین اونکو تنہا چہوڑ کر بہاگ گئے اور وہ لوگ زیدیہ مذہب
کے تہے یعنی برخلاف امام جعفر صادق علیہ السلام کے اونہون نے حضرت زید کو امام
گردانا تہا اونسے اور شیعیان جعفریہ سے کیا نسبت پس جو کچہہ مولف نے استدلال کیا
ہی روایت طبرانی اور ذہبی پر اون روافض سے مراد ابوحنیفہ اور دیگر مذہبیہ ہین نہ
جعفریہ طبرانی نے شیعہ اہل بیت کی نسبت وہ روایت لکہی ہی جو ابہی آیندہ ہم مذکور
کرینگے کہ فرمایا رسول صلعم نے کہ بہشت مین جاتے وقت ہمارے شیعہ راست وچپ
ہمارے ہونگے۔ اور مولف نے جن لوگون کی یہہ سیرت بیان کی ہی کہ برا کہینگے وہ ابوبکر
وعمر کو اور اسوجہ سے اونکو برا سمجہا ہی یہہ مولف کا صریح کفر ہے کیونکہ صحابہ کو برا کہا ہی
خدا ورسول نے اور خدا ورسول کو برا کہنے والا کافر ہے۔ ان صحابہ کی دشمنی خدا و
رسول سی بخوبی ثابت ہی دیکہو قرآن مجید مین بہ تفسیر آیت وَهَمُّوا مالم ینالوا۔ ذکر
اصحاب عقبہ کہ جنکی نسبت فرمان نبوی صحیح مسلم وغیرہ مین درج ہی کہ شتر کا سوراخ
سوزن سے گذرنا آسان ہی مگر ان صحابہ کا بہشت مین جانا دشوار اگر زیادہ صراحت
اسکی مطلوب ہو تو دیکہو روضۃ الاحباب جلد اول مین ذکر وا پسی غزوہ تبوک کو اور
اگر مولف کو شمولیت اصحاب ثلاثہ سے اس زمرہ اہل عقبہ مین کلام ہو تو اوسنکے نام
ارشاد فرمائین کہ کون کون اصحاب تہے۔ پہر بوقت تیاری لشکر اسامہ رسول صلعم نی

فرمایا کہ طیاری کرو لشکر اسامہ کی اور جو کوئی اوس لشکر سے تخلف کریگا اوسپر خدا کی
لعنت ہوگی پس دیکہو اپنی تواریخ کو کہ ان اکابر مہاجرین مین سے رسول صلعم نے
کس کس کو اسامہ کے لشکر مین نامزد کیا اور کس کس نے تخلف کیا سبکے نام بنام روضۃ الاحباب
اور مدارج النبوت اور مغازی واقدی مین درج ہین دیکہہ لو اسبات کو بہی اوراطمینان
کرلو کہ حضرت ابوبکر و عمر دونون نے اس لشکر کی مخالفت کی ہی اور حدیث لعن کو عبدالکریم
شہرستانی کی ملل و نحل سے تحقیق کرلو ۔ آخر وقت تک رسول صلعم ان دونون سے ایسے
سخت ناراض رہی کہ انکو اپنے مکان سے باہر نکلوا دیا اور پہر اپنے پاس اور مکانمین
گہسنے ندیا دیکہو صحیح بخاری مین خطاب حضرت پیغمبر صلعم کا حضرت عمر وغیرہ سے قوموا
عنی ۔ یعنے نکل جاؤ میرے پاس سے ۔ اگر اس لعنت اور نکلوا دیئے جانے پر بہی غیرت
نہ آوے تو بڑی بے شرمی ہی ۔ جو کچہہ شیعیان اہلبیت کی تعریفین احادیث صحیحہ مرویہ
اہل سنت بین بین سب مشہور و معروف ہین دیکہو خطاب خیر البریہ فقط شیعون کے
لئے ہی اور امت محمدی مین سے فقط شیعیان اہل بیت کا بہشت مین جانا منصوص ہے
اور کوئی سنی وغیرہ بہشت کی صورت نہ دیکہیگا جب تک کہ شیعہ اہل بیت نہو جائیگا ۔
مولف کہتا ہی کہ حضرت امیر نے معاویہ کی ہمراہیون کو باغی بتلایا ہی یعنے خلیفہ چہارم سے
پہر گئے اور خارجیون کی نسبت بہی خلیفہ چہارم سے پہرا ہونا لکہا اور ان سبکو مصداق
من کفر بعد ذالک مین درج کیا یعنے معویہ اور اوسکے ہمراہی بہی مثل خوارج کے کافر
تہے یہانتک تو ٹہیک لکہا کیونکہ مفسرین اہل سنت کی بہی یہہ ہی رائے ہے کہ مصداق

اول اس آیت کے حضرت عثمان کے قبیلہ وغیرہ ہوئی جیسا کہ تفسیر حسینی مین درج ہی
مگر معلوم کہ اون حضرات موعود من اللہ کو اس موقعہ پر کیون بہول گئے اونکی مصداق
ہو نیکی بابت تو مولف صاحب نے بہت سے صفحات سیاہ کیئے تہے پہر یکایک اون کو
کیون خارج کیا ہی اور بجائے اونکے حضرت علی کو کیون اس فقرہ کا مصداق بنایا
یہہ تو ایمانداری کے بالکل خلاف ہی کہ پہلے پہلے تو ان آیات کا مصداق حضرت ابوبکر
کو بتلاتے چلے آئے اور جابجا حضرت علی کا انکار کیا اور رعب وعدہ کا نتیجہ نکلا وہان
موعود من اللہ کو چہوڑ گئے لیکن مولف کی اس ہٹ دہرمی سے کیا ہوتا ہی جاننے
والے جان گئے اور پہچاننے والے پہچان گئے گویا خود مولف صاحب کے منہہ سے
اقرار ہو گیا کہ من کفر بعد ذلک کے مصداق حضرت ابوبکر وعمر وعثمان ہین حق تو کہی نہین
چہپتا مولف نے بہت کچہہ چہپایا مگر آخر زبان پر جاری ہوا اور حضرت علی کی نسبت
جو کلمات نازیبا مولف نے لکہے یہہ بہی اونکی عقلمندی ہی ہی کیونکہ اوہنون نے جن
لوگون سے ایسے خطاب کیئے ہین وہ اتنا کچہہ لکہہ سکتے ہین کہ مولف صاحب چیخ
اوہٹین اور میدان چہوڑ کر بہاگ جائین پہر کبہی مُنھہ نہ ملائین مگر معلوم ہوتا ہے کہ
عقل کی بہت کوتاہی ہی یہہ وہی نقل ہے کہ۔ بیل نہ کودا کودی گون۔ یہہ تماشا
دیکہے کون۔ یہہ تو صریح ظاہر ہی کہ مولف نے یہانتک بیغیرتی اختیار کی ہی کہ نہ اوسکو
خدا سے شرم ہی نہ رسول سی علی مرتضیٰ سے تو کیا ہوتی جاہل کو یہانتک خبر نہین کہ
خلفائے ثلثہ حضرت علی سی پہر کر کافر ہو گئے حضرت اون سے کیا پہرتے وہ لوگ کس شمار

قطار مین تہے کیا خدا نے اصحاب ثلٰثہ کی تابعداری کا حکم کیسکو دیا تہا یا رسول اللہ نے
فرمایا تہا بلکہ خدا تعالیٰ نے تو اصحاب ثلٰثہ اور دیگر اصحاب کو یہہ حکم دیا ہی کہ تم علی کو مثل
میرے اور رسول خدا کے اپنا ولی سمجہو اور رسول اللہ نے بہی ان صحابہ کو یہہ ہی حکم
دیا کہ علی کو مثل میرے اپنا مولا اور ولی اور آقا اور امام سمجہو اور پہر اونکو صاف جتلا دیا
کہ میرے بعد تم میرے اہلبیت سے تمسک نکروگے تو گمراہ ہو جاؤگے صدہا احادیث
رسول خدا کتب اہلسنت مین اس قسم کی مروی ہین کہ اصحاب ثلٰثہ کو حکم اطاعت اور
تمسک اور پیروی اہلبیت کا دیا گیا اور یہہ امر ظاہر ہے کہ اصحاب ثلٰثہ اون تمام احکام
سے منحرف ہو گئے اور بموجب مسلمہ اہل سنت گمراہ ہو گئے ۔

مولف کی بصیرت نے کچہہ خیال اس امر کا نہ کیا کہ حضرت علی سے کسی کا پہر جانا یا حضرت
علی کا کسی سے پہر جانا ایک ہی مضمون ہی خربوزہ اگر چہری پر پڑا تو خربوزہ کا نقصان
اور اگر چہری خربوزہ پر پڑی تب بہی خربوزہ کا زیان ہی حضرت علی کا اصحاب ثلٰثہ سے
منحرف ہو جانا جو لکہا ہے اسمین مولف نے کوئی بات پیدا نہین کی بلکہ اور زیادہ اصحاب
ثلٰثہ کی حقارت پیدا کی یعنے بہر حال چہری کا خربوزہ پر پڑنا زیادہ کاٹ کرتا ہی بنسبت
اسکے کہ خربوزہ چہری پر گرے ایسا ہی جو شخص حق سے منحرف ہو تو یہہ بہی کہا جائیگا کہ
حق سے منحرف ہو گیا مگر ویل اور عذاب الیم ہے اوس شخص کے لیئے کہ جس سے حق منحرف
ہو جاوے یہہ ہی وجہ تو ہتی کہ حضرت عثمان کو کسی جگہ پناہ نملی حضرت ابوبکر و عمر تو حق سے
منحرف ہوئے تہے مگر حضرت عثمان سے حق منحرف ہو گیا تہا ؛

قولہ اور وہ مذہب خاصہ کسی قرآن اور حدیث اور قول صحابہ رسول اللہ سے ماخوذ
نہین ہے خاص نکلا ہوا اونکا بتلاتے ہین ایسا دین جو خلاف قرآن کلام الٰہی اور
حدیث رسالت پناہی اور اجماع صحابہ اور تابعین کے ہوگا کسیطرح رائے سلیم
اوسکو باور نکریگی اور سب بارہ اماموں کو بھی یہہ ہی نسبت کرتے ہین جو جناب
امیر کو مذکور ہوئی کہ وہ بھی ہمیشہ تقیہ مین رہے اور اپنے دین کو چھپاتے رہے اور
غرض اونکی یہہ ہی کہ صحابہ پر تہمت غصب خلافت اور التباس دنیا اور عداوت اولاد
رسول اور ارتداد کی قائم کرکے دین خدا اور رسالت رسول اللہ کی بیخ کنی کیجئے
کس سبب قرآن جو نازل ہوا ہی اول زبان صحابہ پر تھا بعد کو جو اجماع ہوا ہے
زبان صحابہ سے نقل ہوکر ہوا ہے قرآنکا اعتبار نرہیگا اور حدیث جو نقل ہوئی وہ
بھی زبان صحابہ ہی سے نقل ہوئی تو حدیث کا اعتبار نرہیگا اور قرآن وحدیث یہہ ہی
اصل اصول اہل اسلام کے ہین ان دونوں کا استیصال کیجئے آگے دور خلافت
خلفا مین کہ تمام دین ممکن ومضبوط ہوا اور تمام فتوحات کفر وعجم سے انکو میسر ہوئین
اور گروہ اسلام عبارت اونہین سے ہے اوسکو کہہ دیا کہ یہہ گروہ دنیا دار تھی واسطے
اہل اسلام کے بہشت اور سزا کافرون کی دوزخ مرتب ہوگی ان گروہ اسلام کو
اہل اسلام نہ قرار دینا اور دنیا دار بتانا ایسا ہی جیسے آفتاب پر خاک اوڑادی کہ آفتاب
چھپ جاوے آفتاب تو نہین چھپنے کا وہ جتنی دہول ہوگی تمہارے اوپر ہی آویگی
فلک کا تہو کا حلق مین آویگا معلوم ہوا کہ گو وہ دشمن ہین اہل اسلام کے اور

ہملے دشمن ہین غرضکہ اہل اسلام کے اجماع کو یون باطل کرتے ہین و للہ الحجۃ البالغہ
اور واسطے اللہ کے حجت پوری ہی وہ پوری حجت ایک تو قرآن ہی دوسری حدیث
رسول اللہ تیسرے اجماع امت ان تینون کو اپنے اوپرسے یون دفع کیا آگے
دور امامت رہا اور اونکے ذمہ تہمت تقیہ کی رکہکر اقوال اونکے کو بالکل بے اعتبار
کردیا ہی کہ یہہ ظاہر مین بالکل مذہب عامہ کے دین پر رہتے تہے اور باطن مین
بالکل مخالف تہے جو کام منافقون کا ہوتا ہے وہ اونکے ذمہ پر ثابت کرتے ہین
جو قول ظاہر مین اونکے ہوئے وہ تقیہ تہے پس حجت الٰہی جو امامت سے متعلق ہتی
اوسکو یون باطل کیا ہی اور اگر کہے گئے کہ قول آئمہ کا سب سند ہی تو اپنی دین کو کہو
بیٹہینگے اور تقیہ کی جڑ اور نیا دسب بالکل اوکہڑ کے جاریگی اور تسلیم علی مرتضی خلافت
خلفا ثلثہ کی بالکل ثابت ہوجاویگی مذہب شیعون کا بالکل رد ہوجاویگا وَمَا
علینا الا البلاغ، جو کوئی اس تحریر کو سمجہہ لیگا بشرط اسکے کہ اوسکے دلمین ایک
ذرہ ایمان کا ہوگا شیعہ نہین رہیگا اور سب گروہ اسلام تابع ہوجاویگا اور جو بالکل
اوسکے دلمین کفر ہی بسا ہوا ہوگا تو نہین ماننے کا۔ انہو الا تذکرۃ المتقین۔

اقول مذہب قرآن اور حدیث پیغمبر اور اخبار ائمہ اہل بیت سے تو ماخوذ ہوسکتا
ہی لیکن صحابہ سے مذہب کو کیا علاقہ صحابہ خود محتاج ہدایت اہل بیت پیغمبر کی ہتی
اور اکثر اونمین سے بسبب عدم تمسک اہل بیت پیغمبر گمراہ اور خارج از دین ہوگئے
بہت سے اونمین مثل اصحاب عقبہ ایسے ہین کہ جنکا بہشت کی صورت دیکہنا ہی حرام ہے

بہت سے ایسے ہین کہ رسول خدا نے اونپر لعنت کی مثل اصحاب متخلفین جیش اسامہ
بہت سے منکرین آیتہ ولیکم اللہ و آیتہ مودت و آیتہ بلغ ما انزل اور بہت سے
منکر حدیث ثقلین اور اکثر منکر ولایت علی ہین پہر اونکے اقوال سے اخذ کیا ہوا
مذہب شیطان کا مذہب ہوگا اب رہا یہ امر کہ مذہب خاصہ کیا ہی وہ مذہب
شیعیان اہلبیت پیغمبر کا ہے جسکے نسبت پیغمبر صلعم کا ارشاد ہی بوقت نزول آیتہ
خیر البریہ کے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اے علی خیر البریہ تم اور تمہارے شیعہ ہین اور
وہ قیامت کے دن شیعیان علی راضی خدا کے روبرو آئینگے اور طوبیٰ اونکی
لئے ہوگا اور مخالفین جنمین اکثر صحابہ وغیرہ اور مذہب عامہ کے لوگ شامل ہین
مغموم آئینگے ایسے کہ خدا اونپر غضبناک ہوگا اور وہ جہنم کی آگ مین ڈالے جائینگے۔
دیکہو صواعق محرقہ خود کے صفحہ ۹۹ مطبوعہ مصر کو کہ اوسمین درج ہی۔ الایۃ الحادی
العشر قولہ تعالےٰ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اولئک ہم خیر البریہ۔ اخرج
حافظ جمال الدین الذرندی عن ابن عباس ان ہذہ الایۃ لما نزلت
قال صلعم لعلی ھو انت وشیعتک تاتی انت وشیعتک یوم القیامہ۔ وتاتی
عدوک غضباً مقمحین اور دوسری روایت ہی وخبر السابقون الی ظل العرش
یوم القیامہ طوبیٰ لہم۔ قیل ومنھم یا رسول اللہ قال شیعتک یا علی ومحبوک
داگر کوئی حدیث ایسی شیعیان حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے لئے مولف صاحب
تلاش کردین تو خیر ورنہ پہر منہہ نہ دکہلائین) امام احمد بن حنبل مناقب مین روایت

کر گئے ہین قال صلعم لعلی اما ترضی انک معی فی الجنہ والحسن والحسین و ذریتنا
خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا =
فرمائین تو مولف کہان گئے اونکے اصحاب کدھر تشریف لے گئے خلفا دیکھو وہ عشرہ
مبشرہ کی موضوعی روایت کسطرح ساقط اور خارج ہوئی۔ اخرج الطبرانی انہ صلعم
قال لعلی اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وذریتنا
خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔
مولف نے جو یہہ لکہا ہی کہ اول قرآن جو نازل ہوا تہا وہ صحابہ کی زبان پر تہا بعد
کو زبان صحابہ سے جمع ہو کر نقل ہوا ہے اسحالت مین قرآن پر نامعتبری کا سخت
حملہ ہی کیونکہ جیسا ہم اوپر ثابت کر آئے ہین اصحاب مین بہت سے کافر و مرتد و منافق
اور فاسق بہی تہے خدا و رسول کی صریحًا نافرمانی کرتے تہے مولف کے نزدیک رسول
صلعم کچہہ شئے نہین رہی قرآن بہی صحابہ پر نازل ہوا اور مذہب بہی اونکا ہی ایسے
لوگونکے کافر ہونے مین کیا کلام ہے۔ اہل سنت کے کتب احادیث موضوعہ سے پُر
ہین اور خود ہی تسلیم کرتے ہین کہ صحابہ و تابعین مین اکثر وضاع حدیث بہی گذری ہین
صحابہ مین سے کوئی معصوم نہین کہ جسکے قول پر خواہ مخواہ اعتبار کیا جائے اہل سنت
کے پاس دلکے حال کی تحقیق کرلینے کی کوئی مقیاس نہین کہ جس سے اونکو یقین ہو جاوے کہ
فلان صحابی مومن تہا یا منافق تہا اور جو شناخت مومن و منافق کی رسول صلعم نے بیان
کی تہی او سپر اہلسنت کا عمل نہین یعنے جو شخص جہاد مین لڑائی کیوقت بہاگ گیا وہ

صحابہ کی نسبت اول یہ تحقیقات
منافق ہیں یا جسنے حضرت علی سے بغض رکہا وہ منافق ہی پس صحابہ کی نسبت اول یہ تحقیقات
ضروری ہی کہ وہ مومن تہے یا منافق لیکن اسکی کچہہ تحقیقات نہین کی گئی اور علی العموم منافقین
کی روایات سے مذہب کو قائم کیا ہی ایسا ہی اجماع کا حال ہی کہ جب وہ اجماع مومنین اور مخلصین
صحابہ کا نہین ہی بلکہ اکثر منافق ہی او سمین ہین تو اوس اجماع کے باطل و ناحق ہونے مین کیا کلام
ہی اور شروع سے ہی بعد رسول خدا صلعم جسقدر اجماع ہوے میرے نزدیک تو سب باطل اور ناحق ہی
مثل اجماع سقیفہ و اجماع شوری و اجماع بر خلافت معویہ و اجماع بر ولیعہدی یزید و اجماع بر خلافت
وبیعت یزید و اجماع بر قتل نور العین رسول الثقلین و اجماع بر خلافت ابن زبیر و اجماع بر خلافت
مروان و آل مروان۔ اہلسنت مین سے جو لوگ اہل انصاف ہین وہ بہی ضرور اقرار کرینگے کہ یہ سب
اجماع باطل و ناحق ہی پس ایسے لوگون کے اجماع سے جو مذہب اخذ کیا گیا ہو وہ کیسے حق ہو سکتا
ہی پہر مولف نے خدائیتعالی کے حجت اسی اجماع کو قرار دیا ہی یہہ قول مولف کا ازراہ جہل و
نادانی ہی وہ نہین جانتا کہ حجت خدا کسکو کہتے ہین اگر اجماع امت حجت خدا ہوتا تو فرعون اور
نمرود اور شداد نعوذ باللہ معبود برحق متصور ہوتے اور کیا بعید ہی کہ مولف کا یہہ ہی مذہب ہو
کیونکہ جب وہ خود جانتے ہین کہ تمام گروہ فرعون اور تمام تابعین نمرود اور تمام قوم شداد نے فرعون
نمرود شداد کو معبود قرار دے لیا تہا اور پہر اونکا یہہ عقیدہ ہی کہ اجماع امت حجت خدا ہی تو ضرور
ثابت ہو گیا کہ مولف کے نزدیک فرعون شداد نمرود اونکے معبود برحق تہے اور اگر اون اقوام کے
اجماع کو حجت نہ گردانین تو اپنی قوم کے اجماع کو کس دلیل عقلی سے حجت گردان سکتے ہین۔ دیکہو
حجۃ اللہ سواے پیغمبر اور امام کے کوئی شخص نہین ہو سکتا اور اسکے مخالف عقیدہ رکہنے والا صریحا

کا فر مطلق ہی۔ اب رہا دور خلفار کا اگر حضرات سینہ باچاک کہین مگر وہ لعین تم تو گمان کہتی ہین کہ حضرت عمر خطاب کو بہی ابو لولو نے حضرت علی کی اشارہ سی قتل کیا اور حضرت عثمانکو قتل کرا کر مٹی بہی خراب کرائی نعش کو بی گور و کفن ڈال رکہا مگر پہر ہم وہ ہی کہتی ہین کہ خداوندہ کا ہ نقصان ہے چہری کا کچہہ نقصان نہین ✢

خاتمہ یہ مولف کو اپنی ضلالت نامہ پر فخر و ناز ہی ہی بخدا مین سچ کہتا ہون کہ اگر حکم و اصرار اپنی دوست مکرم کی ہوتی ہرگز ہرگز اس جاہلانہ تحریر کے جواب مین اپنا وقت ضائع اور شیخ سعدی کی قول پر عمل کرتا شروع سے اخیر تک سارا رسالہ جہالت کی دلائل اور رجم توحید بہرا ہوا ہی اور معلوم ہوتا کہ سائل کو مستورات کی صحبت زیادہ رہی ہی کہ ساری کتاب طعن و تشنیع پر ہی اور کچہہ خیال نہ کیا کہ ہم کس سے ادبجہ رہی ہین اگر دوسرا شخص تو کی ترکی جواب دیگا تو حضرت وقت ہوگی غرض یہہ ہی کہ جسطرح شیطان کو اپنی افسون اور وسوسات پر دعوی ہی اوسیطرح اس ضلالت نامہ کی کاتب کو بہی اپنی کذب و مخترعات پر ناز ہی اور طرفہ یہہ ہی کہ مولف صاحب اپنی رجم توحید کا نام حجۃ البالغہ رکہا مگر ہمنے بہی اونکی حجت بالغہ کے لئے یہہ حجت با ہم پہونچایا ہے جو ایکدم سے سائل کی ساری حجت بالغہ اور تمام نتائج ابکار افکار ازالہ کر دیگا اسی لیئے ہمنے اس رسالہ کا نام تبلیغ البالغ رکہا ہے۔

تمت بالخیر

مطبوعہ ماہ ستمبر ۱۹۲۶ع